بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماھنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۳	جمادی الاوّل ۱۴۳۴ھ / مارچ ۲۰۱۳ء	جلد : ۲۱

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
عصرِ حاضر میں طریقِ اِجتہاد	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۷
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۲۳
پردہ کے اَحکام	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۲۶
سیرت خلفائے راشدینؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ	۳۱
قرآنِ مجید کی عظمت و حفاظت اَور........	شیخ التفسیر حضرت علامہ شمس الحق صاحب اَفغانیؒ	۳۷
حضرت مولانا خرم علی صاحب بلہوریؒ	حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم صاحب چشتی	۴۳
گلدستۂ اَحادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۳
تقریظ و تنقید		۵۶
اَخبار الجامعہ		۶۰
وفیات		۶۳

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

فی زمانہ عالمِ اِسلام جس اِضطراب سے دوچار ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے خاص طور پر غریب مسلم ممالک کے عوام کا حال تو ناقابلِ بیان ہے عالمِ کفر تو اُن کی اِس بربادی کا ذمہ دار ہے ہی مگر اِس سے بڑھ کر اَلمیہ یہ ہے کہ اِن غریب ممالک کی خود مسلم قیادت نہ تو اَپنے عوام سے مخلص ہے اَور نہ ہی مذہب سے۔ اَور مذہب سے بیگانگی کا یہ عالَم ہے کہ جیسے عیسائی اَور یہودی سیاست کو مذہب سے اَلگ گردانتے ہیں ایسے ہی یہ بھی اِس کو مذہب سے اَلگ یقین کرتے ہیں۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اَور دیگر کافر قومیں ہمارے ساتھ ہر معاملہ میں مذہبی تعصب سے کام لیتی ہیں، سیاست ہو یا تجارت، صلح ہو یا جنگ، مذہبی تنگ نظری کی بنیاد پر کرتے ہیں مگر اِس سب کچھ کے باوجود اَپنی رعایا کی فلاح و بہبود کے لیے اَپنے ملکوں میں اِسلام کی بہت سی فلاحی اِصلاحات کو قانونی شکل دے رکھی ہے۔

میرے ایک عزیز جو چوبیس پچیس برس سے ڈنمارک میں رہتے ہیں بتانے لگے کہ :

''اَب سے تقریبًا بارہ برس پہلے میں اَپنے گھریلو معاملہ میں بہت پریشان تھا ڈنمارک میں جہاں میری ملازمت تھی تین چار گھنٹے کام کے بعد میری آنکھیں سُرخ ہو جاتیں اَور سر چکرانے لگتا، میرا ڈاکٹری معائنہ کرایا گیا ڈاکٹر نے مجھے شدید ڈپریشن تشخیص کرتے ہوئے کام بند کر کے مکمل آرام کا مشورہ دیا اَور دوائیں تجویز کر دیں،

فوری طور پر میری تنخواہ کے برابر سرکار کی طرف سے وظیفہ جاری کر دیا گیا اَور ساتھ ہی ساتھ ڈاکٹر نے سرکار سے میرے حق میں پورے ایک سال مقدمہ لڑا کیونکہ سرکار کا مؤقف تھا کہ یہ پینتالیس برس کا جوان ہے یہ کام کر سکتا ہے، ہر ماہ پاکستانی ایک لاکھ روپے کے برابر رقم دینا سرکاری خزانے پر بوجھ ہے مگر ڈاکٹر عدالت کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہوگیا کہ یہ مریض کام کرنے کے قابل نہیں ہے اِس لیے سرکار اِس کا وظیفہ برقرار رکھے چنانچہ عدالت نے ڈاکٹر کا مؤقف تسلیم کرتے ہوئے سرکار کو میرا وظیفہ جاری رکھنے کا حکم صادر کر دیا۔ اُنہوں نے کہا کہ آج بارہ برس ہونے کو ہیں مجھے ہر ماہ پاکستانی ڈیڑھ لاکھ روپے کا وظیفہ گھر بیٹھے مِل رہا ہے اَور تا حیات مِلتا رہے گا۔''

ہمارے حکمران وہاں کے اِس قسم کے قوانین سے خوب آگاہ ہیں مگر کفار کی مسلم دُشمنی پر مبنی پالیسی کے خلاف کسی بھی قسم کی قانون سازی کی یہ حکمران اپنے اَندر جرأت نہیں رکھتے جبکہ کئی سو سالہ اِسلامی دَورِ اِقتدار میں مسلمان رعایا تو کجا کافر اَقلیتوں کے لیے اِس سے بھی بہتر قوانین نافذ تھے جن کی تفصیلات اِسلامی قوانین کی کتابوں میں محفوظ ہیں اَور اَلحمدللہ جامعات میں پڑھے پڑھائے جاتے ہیں۔

مگر ہمارے ملک کے اَشرافیہ خود اَور اُن کی نسلیں عیسائی اَور یہودیوں کے اسکولوں اَور کالجوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں جن میں اُن کی فکری صلاحیتوں کو اَپاہج کر دیا جاتا ہے جس کی بناء پر اِن کی قوتِ فکر محدود اَور قوتِ عمل سلب ہو کر رہ جاتی ہے، اِن کا دِل و دماغ ایک خونخوار بھیڑیے کا دِل و دماغ ہو جاتا ہے جس کو صرف اَپنی بھوک اَور اَپنی پیاس محسوس ہوتی ہے دُوسرے کی نہیں، وہ اِس سے آگے بھی نہیں بڑھتا اَور پیچھے بھی نہیں ہٹتا۔ رہے عوام ! تو اُن کی ذہنی پستی سیاسی طور پر اِس قدر گر چکی ہے کہ بار بار کے تلخ تجربات کے باوجود بھی اُنہوں نے بھیڑیے کو گوشت پر رکھوالا بنا رکھا ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اَور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے۔ (آمین)

اللہ کے وجود کے منکر بھی اُس کے وجود کے قائل ہیں اَور بعض کمیونسٹ متردّد

''فطرت'' بھی مخلوق ہے ''اللہ'' اِس سے بالا اَور اِس کا خالق ہے

''ایٹمی ذرہ'' اِکائی نہیں بلکہ اُس کے اَندر بھی ایک ''جہاں'' ہے

دُنیا ''اِمتحانی کمرہ'' ہے یہاں ''جہالت'' عذر نہیں بن سکتی

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر72 سائیڈB و کیسٹ نمبر73 سائیڈ A 1987 - 07 - 26)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

..............................اَور پھر یہ غور نہ کیا کہ خالق کون ہے میرا، رب کون ہے میرا ؟ یہ جو کچھ ہوتا ہے دُنیا میں یہ خود بخود ہو رہا ہے اِس کا قائل تو کوئی نہیں ہو سکتا مگر ہیں بھی جو باری تعالیٰ کے وجود کو نہیں مانتے وہ یہی کہتے ہیں کہ سب کچھ خود بخود ہو رہا ہے۔ لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ خود بخود تو کچھ بھی نہیں ہوتا آپ کو محنت کرنی پڑتی ہے تو پھر کمائی ہوتی ہے اَور محنت کرنی پڑتی ہے کچھ کرنا پڑتا ہے تو کھانا تیار ہوتا ہے تب رزق پیٹ میں جاتا ہے اَور تن پہ کپڑا آتا ہے، کوئی چیز بھی آپ بوتے ہیں وہ ہوتی ہے، نہیں بوئیں گے تو گھاس ہی ہوگی، خود بخود تو نہیں ہوتا گیہوں پیدا۔

تو عالَم کی تمام چیزیں یہ بتلاتی ہیں کہ کوئی قدرت طاقت ایسی ہے جس کی وجہ سے یہ کام ہو رہے ہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ خود بخود ہو رہا ہے وہ بھی کہتے ہیں کہ ''فطرت'' (کی کارگزاری ہے یہ) اِتنے تک وہ بھی قائل ہیں۔

اَور جو لوگ وجودِ باری تعالیٰ کا اِنکار کرتے ہیں جیسے کمیونزم والے وہ بھی ایک دَرجہ میں خدا کو مانتے ضرور ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ تجہیز و تکفین میں یہ لینن وغیرہ جو ہیں اِن کا جو اَصل مذہب تھا یہودی تھے یا جو بھی کچھ تھے اُسی (مذہب کے) اِعتبار سے اِن کو دَفنایا گیا مقبرہ بنایا گیا۔

جو لوگ کمیونزم (اَپنانے) سے پہلے ہندوؤں کی طرح مشرک تھے بدھ مذہب والوں کی طرح مشرک تھے اَور اُن کے یہاں مُردوں کو جلایا جاتا تھا تو اَب بھی جلایا جاتا ہے، یہ جو اَب مرے ہیں چند صدر پے دَر پے اُنہیں جلایا گیا تو کسی کو جلایا جاتا ہے کسی کو دَفنایا جاتا ہے یعنی جو مذہب پہلے تھا اُن کا اُس کا اَثر چل رہا ہے اَندر اَندر، حالانکہ زبان سے یہ کچھ کہتے ہیں۔

اگر اللہ کے وجود پر دلائل مشکل ہیں تو اُس کا اِنکار اِس سے بھی زیادہ مشکل ہے :

تو جیسے حق تعالیٰ کے وجود کا ثبوت اَور نظر آنا مشکل ہے ویسے وجود کا اِنکار بھی بڑا مشکل ہے یہ کام سارے خود بخود ہو جائیں یہ نہیں ہو سکتا یہ وہ مانتے ہیں اَور جاپان میں غالبًا ملاقات ہوئی تھی اَمریکہ کے صدر اَور رُوس کے صدر کی تو اُس نے کہا تھا کہ لڑائی اَگر ہوئی جنگ چھڑی اَور نقصان ہوا ''خلقِ خدا'' کا لوگوں کا نقصان ہوا تو

''خدا'' ہمیں ''معاف'' نہیں کرے گا [1]

اَب وہ کمیونزم کا قائل کمیونسٹوں کا سردار اُس نے یہ جملہ کہا کہ خدا ہمیں معاف نہیں کرے گا۔ تو معلوم ہوا کہ آخرت کا بھی تصور ہے مَا بَعْدَ الْمَوْت بھی کچھ ہوتا ہے یہ تصور بھی ہے۔

---

[1] ''مخلوق'' اَور اُس کے ''خالق''، ''پیشی'' اَور ''سزا و جزا'' کا بھی تصور ہے۔ (محمود میاں غفرلہٗ)

مخصوص مقاصد کے لیے بودے نعرے اَور نظریات :

اَور یہ سبق دینا کہ جو تم کروگے وہ ہوگا اَور خدا کے کیے سے نہیں ہوتا تمہارے کیے سے ہوتا ہے تمہیں خود کرنا پڑے گا اَب یہ اُنہوں نے قوم کو کام پر لگانے کے لیے نعرہ لگایا یا کس طرح نعرہ لگایا اَور یہ کتنا کامیاب ہوا، کیا دِلوں سے یہ بات مٹی کہ خدا کا وجود ہے ؟ کیا واقعی یہ کہنے لگے یا واقعی نہیں کہہ رہے ہیں ؟ تو ایک دفعہ قائل ہوگا ایک دفعہ منکر ہوگا اِس طرح سے ہوگا بالکل وجود کا قائل نہ ہو یہ غلط ہے یہ بڑا مشکل کام ہے (بلکہ متردّد اَور حیران ہی رہے گا)۔

دُنیوی نظام اَور عقل کا دھوکہ :

بلکہ فطرتِ اِنسانی جو ہے وہ تو جو دُنیا میں نظام دیکھتی ہے اُس کی قائل ہے، دُنیا میں نظام یہ ہے کہ ہم کوئی بھی کیس کریں گے یا تقرب حاصل کرنا چاہیں تو ڈی سی کے پاس جائیں گے اُس کو دَرخواست دیں گے پھر وہ آگے جائی گی دَرخواست، کیونکہ براہِ راست گورنر سے میل ملاپ ایک دَم نہیں ہوتا، واسطہ دَر واسطہ ہوتا ہے۔

تو عام طور پر جو لوگ ہیں وہ یہی سمجھ بیٹھے کہ خدا تک پہنچنے کے لیے بھی واسطے چاہئیں ! اَور وہ واسطے کون ہیں ؟ یہ بزرگ ہیں ! اَور یہ کون ہیں ؟ یہ بالکل مختار ہیں ! اَور ایک علاقہ ایک کے حوالے دُوسرا دُوسرے کے حوالے اَور ایک قسم کا کام ایک کے حوالے دُوسری قسم کا کام دُوسرے کے حوالے اَور ایک قوم کا کام ایک کے حوالے اَور دُوسری قوم کا کام دُوسرے کے حوالے۔

یہ ''لات'' اَور ''منات'' اَور ''عزّٰی'' یہ اَلگ اَلگ بت تھے اَور اَلگ اَلگ قوموں کے تھے اَنصار جو تھے یہ اِحرام باندھتے تھے ''منات'' کا حج کے موقع پر، اِنہوں نے اَپنا بت اَلگ بنا رکھا تھا گویا ایک قوم کا وہ خدا تھا۔

اَور (یہ دستور) چلا کہاں سے ؟ یہ اَنبیائے کرام اَور اَولیاءِ کرام (کو اُن کے مرتبہ سے بڑھا کر

اللہ کی ذات وصفات میں شریک جاننے) سے چلا ہے۔

اَور حدیث شریف میں آتا ہے کہ اِس کی اِبتدا بھی اِسی طرح ہوئی تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں کفر تھا نہ شرک تھا بعد کے دَور میں اِسی طرح ہوا ہے کہ اُنہوں نے اُن لوگوں کے بت تراش لیے جنہیں بزرگ سمجھتے تھے تصویریں بنالیں جنہیں بزرگ سمجھتے تھے اُن کی، کس لیے ؟ تبرکاً اَور یادگار کے طور پر، اِس لیے نہیں کہ وہ شریک سمجھتے ہوں، وہ غلط کار ہوں، یہ بات نہیں تھی لیکن جب وہ ختم ہوگئے اَور اَگلی نسلیں آئیں تو اُنہوں نے اُن کو ڈنڈوت کرنی شروع کردی جیسے ہاتھ جوڑتے ہیں سر جھکالیتے ہیں یا سجدہ کرلیتے ہیں یا اَور آگے..................تو پھر عبادت شروع کردی، کہتے ہیں ﴿ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ﴾ ہمیں اللہ کا مقرب بنائیں اِس لیے ہم پوجتے ہیں اِن کو۔ تو اِنسان تو یہ دیکھتا ہے کہ دِن رات جو کام ہوتے ہیں بادشاہت تھی پہلے بادشاہ تک پہنچنا اَور اَب صدر تک پہنچنا واسطہ دَر واسطہ ہوتا ہے کوئی اُس کا ملنے والا ڈھونڈیں گے، وہ آپ کو مِلا دے تو مِلا دے ورنہ تو مِلنا ہی نہیں ہوسکتا، اِسی طرح خدا کے بارے میں بھی جتنی بھی غلطی پر قومیں گزری ہیں مشرک گزری ہیں اُن کا عقیدہ یہی تھا کہ خدا تک براہِ راست پہنچنا جو ہے وہ بغیر اِن کے نہیں ہوگا۔

خدا کا شکر ہے مسلمان تو اِس میں نہیں ہیں مبتلا ورنہ تو نماز ہی وہاں پڑھا کرتے جہاں بزرگ کا مزار ہوتا وہ آگے اَور نماز اُدھر، اِسی لیے قبر کے سجدے کو منع کرتے ہیں اَور اِس میں دُنیا بھر میں کسی کا اِختلاف نہیں۔ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، دیوبندی، بریلوی کوئی لے لیں کسی کا اِختلاف نہیں ہے کہ قبر کو سجدہ چاہے تعظیم کی نیت سے ہو خدا بنا کر نہ ہو وہ حرام ہے، سب نے یہ لکھا ہے سب نے یہ فتوی دیا ہے، یہ تو بالکل جاہل جو نماز بھی نہیں پڑھتے وہ ایسا کچھ کرلیتے ہیں، باقی جو نماز پڑھتے ہیں وہ تو ایسی حرکت نہیں کرتے، نماز پڑھنے کے لیے وہ مسجد ہی میں جائیں گے اِمام ہی ڈھونڈیں گے خدا ہی کی عبادت کریں گے لیکن عقیدت میں کچھ دَخل اُن بزرگوں کو دے دیتے ہیں۔

آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ میری قبر کو تم سجدہ گاہ نہ بنانا اَور اُن لوگوں کو جو پہلے قومیں گزری ہیں اُن کو آقائے نامدار ﷺ نے ''لعنت'' کے لفظ سے یاد فرمایا **لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ** [1] اُنہوں نے اَپنے اَنبیاءِ کرام کی قبروں کو مسجد بنایا سجدہ گاہ بنایا۔

اَور یہ بالکل شرک ہے کہ خدا تک پہنچنے کے لیے اُنہیں سمجھ لے آدمی ذریعہ.............

''وسیلہ'' درست ہے مگر ہر کوئی ہر جگہ اللہ سے خود بھی دُعا مانگ سکتا ہے :

اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہ ہے کہ وہ ہر جگہ موجود ہے اَور ہر جگہ اُس سے دُعا کی جا سکتی ہے اُس کی طرف دِل کا رُجوع ہر وقت کرنا چاہیے رکھنا چاہیے اَور اُس سے دُعا کے لیے بات کرنے کے لیے اَپنی اِلتجا پیش کرنے کے لیے یہ نہیں ہے کہ کسی اَور سے آپ کہیں اَور وہ کرے آپ کی طرف سے، تو ہی ہوگی ورنہ نہیں ہوگی یہ بات نہیں ہے۔ آپ کہتے ہیں ایک دُوسرے سے کہ ہمارے لیے دُعا کریں اُس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ خود نہیں کر سکتے دُعا حدیث شریف میں بتایا گیا ہے کہ ایک دُوسرے کے لیے دُعا کرو تو وہ زیادہ قبول ہوتی ہے **بِظَھْرِ الْغَیْبِ** [2] جہاں وہ موجود بھی نہ ہو وہاں اُس کے لیے کوئی دُعا کرے وہ زیادہ قبول ہوتی ہے یہ بتلایا گیا ہے۔

اِسی طرح ''وسیلہ'' کہ اے اللہ تعالیٰ فلاں کے وسیلہ سے میں دُعا کرتا ہوں یہ بھی دُرست ہے یہ بھی جائز ہے اَور یہ تصور ناجائز ہے کہ اللہ سے ہم براہِ راست مِل ہی نہیں سکتے جب تک یہ واسطہ نہ اِختیار کریں، یہ غلط ہے، اِسلام نے اِس کو منع کر دیا۔

تو (کفار میں) دُنیا کی بیشتر آبادی تو اِسی طرح کے لوگوں کی ملے گی جو خدا کو مانتے ہیں مگر ساتھ میں شرک بھی کرتے ہیں۔

---

[1] بخاری شریف کتاب الصلوٰة رقم الحدیث ۴۳۵

[2] مشکوة شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۲۲۲۸

اَور بہت کم آبادی ایسی ملے گی جو خدا کا اِنکار کرتے ہوں، رُوس کے اَندر جو ممبر ہیں وہ کمیونسٹ ہونے چاہئیں، کمیونزم پر اُن کا اِیمان ہو، مذاہب کی نفی پر اِیمان ہو مگر اُن کا حال دیکھ لیں تو یہی ہے کہ جو مرتا تھا اَور جلتا تھا وہ آج بھی جلتا ہے اَور جو مرتا تھا دفن ہوتا تھا وہ آج بھی دفن ہوتا ہے اَور جب مشکل پڑتی ہے تو خدا یاد آیا ہے اَور لکھا بھی تھا اُنہوں نے اُس زمانے میں ع

جب کیا تنگ بتوں نے تو خدا یاد آیا

وہ ہیں بہت کم اَور وہ بھی خدا کو ماننے سے خالی نہیں ہیں۔

اللہ کے وجود کے منکر ''فطرت'' کے قائل ہیں :

اَب جو ناسمجھ ہیں اَور ناسمجھی میں اِنکار کرتے ہیں اُن میں بھی تو دَرجے ہیں بالکل اِنکار کرنے والے بھی ملیں گے وہ کیا کہتے ہیں سب کام ''فطرت'' سے ہوتے ہیں تو فطرت کوئی طاقت ہوئی نا۔

مسلمان ''فطرت'' سے بھی بالا ایک ذات کے قائل ہیں :

تو اُنہوں نے جس طاقت کو فطرت کہا ہے تو اُس سے پرے ایک طاقت ہے جو سب سے بڑی ہے جو ایک ہے اَور وہ خدا ہے کیونکہ ایک ہونا اِس تک تو پہنچنا ہی پڑتا ہے، سوچتے سوچتے آدمی ایک ہونے تک تو پہنچتا ہے پھر اُس سے مرکب پیدا ہوئے جیسے گنتی میں ''ایک'' کے بغیر تو ''دو'' بنے گا نہیں تو ایک تک تو پہنچنا لازمی ہے پھر اُس کے بعد مرکبات ہیں اِنسان مرکب ہو گیا اِنسان کی رُوح وہ بھی مرکب ہے مگر بِاَمْرِ اللّٰہ پیدا ہوئی ہے اَور تمام چیزیں مرکبات ہیں، یہ سبزی یہ پھول یہ پیداوار جس چیز کی بھی ہو سب مرکب ہیں۔ اَور اِنسان جو دیکھتا ہے اِیجاد کرتا ہے وہ اُسی کی چیزوں کو جوڑ جوڑ کر نئی اِیجادات کر لیتا ہے جو اُس نے پیدا فرمائی وہ بھی مرکب اَور جو یہ اِنسان بناتا ہے یہ اُن مرکبات سے مرکب۔

اِکائی سے نیچے کی طرف سفر ! :

اَور کبھی نفی کی طرف چلتے ہیں تو نفی کی طرف چلنا اَب شروع کیا ہے تو بھی ایک طاقت نظر آئی،

اِنہیں ایٹم (ATOM) نظر آ گیا یہ اَلیکٹرون (ELECTRON) اَور پروٹون (PROTON) اُس میں مرکب نظر آ گئے اَور ایک عالَم ہے زبردست طاقت ہے اُس میں اُس کو سب مانتے ہیں تو نفی کی طرف جاتے ہیں ایک ہونے کی طرف جاتے ہیں اَور یہ تو مادّی طور پر ہے جو نظر آ رہا ہے آلات کے ذریعہ دیکھا جاسکتا ہے لیکن یہ بھی تو بارادۂ اِلٰہی پیدا ہوا ہے اَور جب یہ معدوم ہو جاتا ہے تو بھی تو کچھ رہتا ہے بہر حال بہت مسائل ہیں اَور لطیف اَور دقیق مسائل ہیں لیکن عام فطرت کے سادہ لوگ دیکھ لیں آپ، تو وہ توسل چاہتے ہیں اَور توسل ،توسط ، واسطے ماننے کسی سے ، یہ شرک ہے اَور سارے ہندو یہی کرتے ہیں یا پھر یہ کرنے لگتے ہیں رفتہ رفتہ کہ جہاں کوئی چیز عجیب نظر آئی خدا کی قدرت کی اُسے پوجنا شروع کر دیا جس چیز سے نفع زیادہ نظر آیا اُس کو پوجنا شروع کر دیا چاہے وہ درخت ہو چاہے وہ حیوان ہو۔

ہر اِنسان کا ''مُوَحِّد'' ہونا ضروری ہے، ''وجود کے علم'' کے بعد ہی ''وجود کا اِنکار'' ہوسکتا ہے :

تو اللہ تعالیٰ کا فرمان بتلایا ہے اَنبیاءِ کرام نے کہ ہر اِنسان کو توحید تک پہنچنا ضرور چاہیے، اَگر کوئی آدمی اُس کے پاس نبی نہیں پہنچا ہے تو فطری طور پر لازمًا وہ خدا کو مانے گا، اَکیلا اَگر ہو کہیں جیسے بعض بھیڑیے پال لیتے ہیں نا اِنسانوں کو، اَخبارات میں آتا رہتا ہے کبھی کبھار، وہ اِسے دُودھ بھی پلاتے ہیں پھر بڑا ہو جاتا ہے پھر وہ اُسی طرح رہنے لگتا ہے لیکن جب بڑا ہوگا اَور عقل آئے گی پھر ؟ اگرچہ اِنسانوں میں وہ نہیں رہا مگر ہے وہ اِنسان اُسے موحد ضرور ہونا چاہیے خدا کو ایک ماننے والا ضرور ہونا چاہیے اَور اَگر وہ مخلوق میں رہ رہا ہے تو دِن رات ایسی چیزیں دیکھتا ہے کہ چاہتا کچھ ہے ہوتا کچھ ہے، چاہتا یہ ہے ہوتا اُلٹ ہے، بہت چیزیں ایسی ہوتی ہیں پھر اِسے نظر ڈالنی چاہیے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کی طرف جانا چاہیے۔

دُنیا دارُالامتحان ہے جہالت عذر نہیں بن سکتی :

اَور جتنی زندگی دی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے دی ہی اِس لیے ہے کہ یہ دارُالامتحان ہے، اَگر کوئی

کہے کہ مجھے پتہ نہیں تھا تو یہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ سب اَنبیاءِ کرام بتاتے چلے آئے ہیں تعلیم پہنچی ہوئی ہے جنہوں نے خدا کا اِنکار کیا ہے اُنہیں وجود کے بارے میں علم ہوا ہے تب اِنکار کیا ہے۔

تو اِس طرح کی چیزیں کیا قیامت پر اَور آخرت پر اَثر اَنداز ہوں گی اَور خدا کو اَگر ایک مان لے تو کیا نجات کے لیے یہ کافی ہوگا ؟ تو ایک واقعہ یہاں (حدیث شریف میں) آتا ہے۔

آقائے نامدار ﷺ ایک دفعہ تشریف لے جارہے تھے کہیں تو وہاں ایک صحابی ہیں اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دَریافت کیا، پیچھے بیٹھے ہوئے تھے ایک سواری پر کُنْتُ رِدْفَ النَّبِیِّ ﷺ عَلٰی حِمَارٍ میں پیچھے تھا سواری اِستعمال جو ہو رہی تھی اُس وقت، وہ گدھا تھا اَور لَیْسَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَہٗ اِلاَّ مُؤْخِرَۃُ الرَّحْلِ میرے اَور آپ کے دَرمیان جو کجاوا ہوتا ہے بس وہ فاصلہ، کجاوے کی لکڑی بس یہ فاصلہ تھا، آپ نے مجھے مخاطب کیا فرمایا یَامَعَاذُ ھَلْ تَدْرِیْ مَاحَقُّ اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِہٖ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰہِ تم یہ جانتے ہو کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے اَور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے ؟ قُلْتُ اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ اَدب کا تقاضا بھی یہی تھا، اَگر جانتے بھی ہوں تو بھی اَدب کا تقاضا یہی ہے کہ جب سوال کیا جارہا ہے تو جواب بھی اُن ہی سے لیا جائے تو اِس لیے بہترین کلمات اِستعمال کرتے تھے کہ اللہ اَور رسول زیادہ جان سکتے ہیں تو اِرشاد فرمایا کہ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰہِ عَلَی الْعِبَادِ اَنْ یَّعْبُدُوْہُ وَلَا یُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا [1] کہ صرف اُس کی عبادت کریں اَور بالکل شرک نہ کریں، کسی بھی چیز کو اُس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔

تو ہمارا تو عقیدہ یہی ہے کہ سب اُس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں ہے اَللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھتے ہیں قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ جتنی بھی مخلوقات ہیں ملائکہ بھی، زمین و آسمان بھی اَنبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام بھی اُس کے محتاج ہیں وہ بے نیاز ذات ہے۔ تو یہ حق ہے اللہ کا بندوں پر کہ بالکل کسی کو شریک نہ کریں اُس کی ذات میں نہ اُس کی صفات میں، شَیْئًا ذرا بھی۔

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۲۴

ایک اِشکال کا جواب :

آپ کہیں گے کہ بہت سے نام ایسے ہیں جو مشترک ہیں ، اللہ کا نام بھی '' رؤف '' ہے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بھی آیا ہے ﴿ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴾ '' رؤف '' ہے '' رحیم '' ہے، دونوں اللہ کے نام ہیں دونوں رسول اللہ ﷺ کے لیے صفت کے طور پر اِستعمال کیے گئے ﴿بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ مومنوں کے ساتھ آپ رؤف اَور رحیم ہیں، بہت محبت فرماتے ہیں بڑا رحم فرماتے ہیں تو یہ تو شرک خود ہو گیا صفات میں، مگر نہیں ! اِس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت کے برابر کسی کے اَندر نہیں، ماں باپ شفیق بھی ہیں رحیم بھی ہیں اَولاد کے لیے لیکن اللہ کے برابر نہیں تو ماں باپ کے دِل میں یہ رحم جو آیا ہے یہ ڈالا کس نے ہے ؟ یہ تو خدا نے ڈالا ہے تو معلوم ہوا کہ اَصل میں تو رحیم وہ ہے دَرجۂ دوم میں ہم ہیں جو اِتنا دُکھ محسوس کرتے ہیں یا اِتنی تڑپ محسوس کرتے ہیں یا اِتنی قربانی دیتے ہیں اَولاد کے لیے، دِن اَور رات کی اَور نیند کی آرام کی، کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے ۔ تو یہ اَصل میں اُس میں ہے، ہمارے دِل میں ڈالی ہے اُس نے تو اُس جیسا صفتِ رحم میں کوئی نہیں ہے اُس جیسا صفتِ رأفت میں رؤف ہونے میں کوئی نہیں ہے، اِس لیے صفات میں شرک نہیں رہا۔

تو آقائے نامدار ﷺ نے جواب میں یہ اِرشاد فرمایا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰہِ اَنْ لَّا یُعَذِّبَ مَنْ لَّا یُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا جو اللہ کی ذات اَور صفات میں بالکل شریک نہیں کرتا کسی کو بھی تو اللہ کے ذمہ یہ ہے کہ اُسے عذاب میں نہ ڈالے، عذاب نہ دے، بچائے اُسے عذاب سے۔

میں نے عرض کیا کہ یہ تو بہت آسان سی بات ہے لوگوں تک میں پہنچا نہ دُوں یہ خوشخبری ؟ مسلمان خوش ہو جائیں گے اِس سے، جو مسلمان ہو چکے وہ تو خوش ہو ہی جائیں گے، جو کافر تھے وہ تو تعجب کرتے تھے کہ سارے معبودوں کو اِنہوں نے مٹا کے ایک بنا دیا، یہ کیا ؟ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ

یہ تو جدت ہے اِن کی تخلیق ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اِطلاع دے دُوں لوگوں کو ؟

قَالَ لَا تُبَشِّرْ اِرشاد فرمایا کہ یہ خوشخبری مت دو لوگوں کو، اِس سے پھر خرابیاں اَور پیدا ہو جائیں گی فَیَتَّکِلُوْا اِسی پر بس ٹِک جائیں گے کہ ہم موحد تو ہو گئے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کر رہے ہیں ذات میں نہ اُس کی صفات میں، رسول اللہ ﷺ پر اَور تمام اَنبیائے کرام پر اِیمان ہے جو آپ کلمہ میں پڑھتے ہیں اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وغیرہ تو پھر اَور کسی کام کی ضرورت نہیں رہی نہ نفلوں کی ضرورت نہ فرضوں کی ضرورت تو لوگ اِس پر اِعتماد کر کے غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے، لوگوں کی سمجھ جو ہے وہ ایک جیسی نہیں ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بتلانے کی وجہ ؟ :

تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تو علم حاصل کر چکے تھے اُن کو بتانے میں حرج نہیں تھا اَور اَب ہمیں دہرانے میں حرج نہیں ہے کیونکہ سب کو معلومات جو ہیں پہنچتی ہی رہتی ہے کچھ نا کچھ۔ معلوم ہوا کہ اِعتماد کر بیٹھنا وہ بھی غلط ہے اَور اُس میں بسا اَوقات ایسی چیزیں ہو جاتی ہیں اِنسان سے غلطی کی کہ اَگر یہ سمجھ لے کہ میں تو کلمہ گو ہوں اَور بخشا بخشایا ہوں اَور برائیاں کرتا رہے تو کوئی برائی معاذ اللہ ایسی بھی ہو سکتی ہے تھوڑی سی ہی دیر میں کہ جس کی وجہ سے اِیمان سلب ہو جائے اَور قرآنِ پاک میں آیا ہے کہ ﴿ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ﴾ رسول اللہ ﷺ کی آواز سے زیادہ آواز نہ اُٹھاؤ ﴿ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ ﴾ اَور زور زور سے باتیں نہ کرو ﴿ کَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ ﴾ جیسے آپس میں ایک دُوسرے سے زور زور سے بول کر بات کرتے ہیں ﴿ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴾ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اَعمال سب بیکار ہو جائیں اَور تمہیں پتہ بھی نہ چلے اِحساس بھی نہ ہو تو اِس واسطے فرمایا (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو) کہ نہیں یہ نہیں ہونا چاہیے، عام نہیں بتلانا اِس کو، جو لوگ دَرجہ بندی کر سکتے ہیں اَور سمجھ سکتے ہیں اُن کو بتلاؤ تو بتلاؤ۔ تو حبطِ عمل جو ہے مکمل، معاذ اللہ وہ یہ کہ

اِیمان سلب ہو جائے یعنی مرتے وقت کلمہ ہی نصیب نہ ہو معاذ اللہ ایسی بات ہو جائے۔

آخری وقت کلمہ، اِس کی وضاحت :

''کلمہ نصیب نہ ہونے'' کا مطلب ایک تو یہ ہے کہ زبان سے نہ کہہ سکیں ایسے لوگ تو بہت ہیں وہ تو شہید بھی ہوتے ہیں وہ کہتا ہوتا ہے اِدھر ہے دُشمن اَور اِتنے میں گولی آکر لگ جاتی ہے مگر وہ کہلائے گا یہ کہ کلمہ گو ہے وہ کہلائے گا شہید ہے۔ وہ ہدایت دے رہا ہے کچھ کر رہا ہے اَور اِسی میں اُس پر حملہ ہوگیا اَور وہ شہید ہوگیا کلمہ نہیں پڑھ سکا تو کوئی حرج نہیں وہ کلمہ ہی کے لیے تو شہید ہوا ہے، گویا اُس کے رَگ و ریشہ میں کلمہ آگیا تو اُس کو تو نہلایا بھی نہیں جاتا وہ پاک سمجھا جاتا ہے زخموں سمیت خون بھی اُس کا اُسی طرح رہتا ہے صرف زائد چیزیں اُتار لی جاتی ہیں جوتے وغیرہ ورنہ بلا غسل کے کفن دے کر نماز پڑھ کر دفن کیا جاتا ہے۔تو بلا کلمہ کے، مطلب یہ ہوتا ہے کہ کلمہ کا جو مفہوم ہے یعنی اِیمان وہ نہ سلب ہو جائے معاذ اللہ، اِیمان سلب ہونے کا مطلب یہ ہے۔اَور حبطِ عمل کامل جو ہے وہ بھی وہی ہے تو اُس سے ڈرتے رہنا چاہیے،تو یہ اِعتماد کر لینا کہ کلمہ پڑھ لیا ہے تو بخشے گئے بس اَب جو چاہے کریں اِس غلط فہمی میں لوگ نہ مبتلا ہو جائیں کہیں اِس واسطے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو روک دیا۔

حضرت معاذؓ نے یہ حدیث کب اَور کیوں بیان کی ؟ :

اَب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس یہ حدیث تھی اَور سناتے نہیں تھے ! کب بتایا ہے ؟ جب وفات کے آثار ظاہر ہوئے طاعون پھیلا ہوا تھا شام کے حصے عمواس میں اُس زمانے میں شاگردوں کو بتلایا ہے کہ یہ ہے اَور میں اِس لیے بتا رہا ہوں کہ حدیث ہے یعنی حدیث وغیرہ کا چھپانا منع ہے تو یہ کہیں میرے ہی ساتھ نہ چلی جائے اِس واسطے میں بتا رہا ہوں تمہیں، آثار ایسے نظر آرہے ہیں کسی کا پتہ نہیں کون زندہ رہے کون نہ رہے تو اَخْبَرَ بِھَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِہٖ تَاَثُّمًا [1] اگلی حدیث میں

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ٢٥

یہ آتا ہے، گناہ سے بچنے کے لیے۔قرآن میں آیا ہے﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا ﴾ جو اللہ نے اُتارا ہے اُس کو چھپانا وہ غلط ہے، جو اُتارا ہے وہ بتاؤ تاکہ اِیمان بھی پورا ہو صحیح ہو مکمل ہو، ناقص نہ رہے تو اِس لیے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ روایت بتائی ہے اَور یہ روایت ہم تک پہنچی ہے۔

یہ روایت صحابہ کرامؓ میں اَور حضرات سے بھی ہے، یہ ہی نہیں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ہی ہو۔ دُوسرے صحابہ کرامؓ سے بھی اِس طرح کے کلمات ملتے ہیں، حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت اَبوذر رضی اللہ عنہ سے اِن حضرات سے بھی یہ روایت ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِیمان پر ثابت قدم رکھے، اَپنی معرفت اَپنی رضا سے نوازے اَور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا..............

مجموعہ مقالاتِ حامدیہ

قرآنیات

عالمِ ربانی محدثِ کبیر

حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بانی جامعہ مدنیہ جدید و خانقاہِ حامدیہ

و اَمیر مرکزیہ جمعیت علمائے اِسلام

نظر ثانی و عنوانات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

با ہتمام

خانقاہِ حامدیہ ۱۹ر کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے ''مجموعہ مقالاتِ حامدیہ'' کا پہلا حصہ جو ''قرآنیات'' سے متعلق ہے شائع ہو کر مارکیٹ میں آچکا ہے، رعایتی قیمت : ۸۰ روپے

(رابطہ نمبر : 0333-4249-302)

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۶۰

''اَلحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

عصرِ حاضر میں طریقِ اِجتہاد

آج کل یہ ذہن عام ہے کہ اِجتہاد کا حق عام ہونا چاہیے۔ دینیات کا تھوڑا بہت علم حاصل ہونے پر یہ جذبہ اُبھرنے لگتا ہے اِسی طرح قانون داں طبقہ، ہائی کورٹ اَور سپریم کورٹ کے جج حضرات یہ خیال کرتے ہیں کہ جس طرح وہ اَنگریزی قوانین کے تحت فیصلہ دیتے ہیں اَور وہ دُوسری عدالتوں میں تسلیم کیا جاتا ہے اِسی طرح وہ اِسلامی مسائل کے بارے میں بھی رائے دیں، اِجتہاد کریں اَور وہ تسلیم کی جائے۔

یہ بات ناممکن نہیں ہے لیکن ہر چیز کے کچھ اُصول وضوابط ہوتے ہیں اُن کی واقفیت بلکہ اُن کی مہارتِ تامہ اَور اِستحضار ضروری ہوتا ہے ورنہ لغزش ہو جاتی ہے مثلاً :

(۱) اِسلام کے ایسے مسائل جو قرآنِ پاک اَور اَحادیث میں بیان ہو گئے اُن میں اِجتہاد کی گنجائش نہیں ہے۔

(۲) جو مسائل صحابہ کرامؓ نے تحقیق کر کے طے کر دیے اَور اُن پر اِجماعِ اُمت ہو گیا۔ ایسے مسائل میں بھی اِجتہاد نہیں ہو سکتا۔

اَلبتہ ایسے مسائل جو اِس زمانے میں پائے جا رہے ہیں اُن میں اِجتہاد اَب بھی جاری ہے اَور علماءِ کرام برابر یہ فرض اَنجام دے رہے ہیں مگر خاص اُصول کے تحت۔

مثال کے طور پر

☆ '' ایسا شخص جو لا پتہ ہو گیا ہو اُس کی بیوی کتنے عرصہ اُس کا اِنتظار کرے۔''

یہ فقہ حنفی کا پُر پیچ مسئلہ تھا۔

اِس کے بارے میں حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اِجتہاد کیا لیکن اِس طرح کہ اُنہوں نے ایک فتوی مرتب کیا کہ فی زمانہ مسلکِ فقہ حنفی پر عمل مشکل ہے اِس لیے میری رائے یہ ہے کہ ہم مَفْقُوْدُ الْخَبَرْ شخص کی بیوی کے لیے فقہ مالکی سے قوانین لے لیں کیونکہ وہ اِس دَور میں قابلِ عمل ہیں پھر فقہ مالکی کے تمام مسائل لکھ کر مُلک بھر کے علماء کے پاس بھیجے اُن سب نے اِس فتوے کی تصدیق کر دی۔ پھر اِس سب کارروائی کو اُنہوں نے

'' اَلْحِیْلَۃُ النَّاجِزَۃُ لِلْحَلِیْلَۃِ الْعَاجِزَۃِ ''

کے نام سے چھاپ دیا اَور اَب ایسی صورت میں اِسی پر فتوی دیا جاتا ہے۔

☆ ٹیلفون اِیجاد ہوا۔ تو اِس کے متعلق بھی کچھ مسائل سامنے آئے مثلاً ٹیلیفون پر نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ طے پایا کہ ہو سکتا ہے۔

☆ رؤیتِ ہلال کی خبر ٹیلیفون سے دی جا سکتی ہے یا نہیں ؟ اَور وہ معتبر ہوگی یا نہیں ؟

☆ رؤیتِ ہلال کی خبر ریڈیو پر۔

☆ لاؤڈ اِسپیکر پر نماز۔

☆ ریل میں نماز۔

☆ روزہ کی حالت میں اِنجکشن۔

☆ ڈاکٹری دواؤں میں الکوحل۔

☆ بینکنگ، اِنشورنس اَور لاٹری وغیرہ کے مسائل۔

☆ مریض کو خون چڑھانا۔

☆ اَعضاء کی پیوند کاری۔

یہ سب مسائل اَخبارات، رسائل اَور فتاوی میں طبع بھی ہو چکے ہیں۔ اِن سب مسائل پر بحث ہوئی اِجتہاد کیا گیا اَور کچھ پر بحث جاری ہے۔

☆ مشینی ذبیحہ درست ہے یا نہیں ؟

اَیوب خاں کے دَور میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کے جواز کا فتوی دے دیا تھا لیکن حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کی مخالفت کی، اِن کی دلیلیں مفتی محمد شفیع صاحب نے تسلیم کیں اَور اَپنے فتوے سے رُجوع کا اِعلان فرمایا۔

جس طرح مذکورہ بالا مسائل میں اِجتہاد کیا گیا اِسی طرح آج ہر نئے مسئلہ میں علماءِ کرام اِجتہاد کر سکتے ہیں اَور اُسے سب تسلیم کریں گے۔

لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اِجتہاد اُصولِ فقہ کے تحت ہو، اُس کا متن ایسا عالم لکھے جس کے تبحر علمی پر اِعتماد کیا جاتا ہو، اُس کی بے نفسی، تقوی اَور غیر مرعوبیت واضح ہو پھر اُس کے فتوے کی مختلف مقامات کے بڑے بڑے دارُالافتاء اَور علماء یا علماء کا بہت بڑا مجمع تصدیق کرے، ورنہ بصورتِ اِختلاف وہ اِجتہاد بے کار اَور غیر مقبول ہوگا۔

اِختلاف کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ اِس مسئلہ میں کہیں اُصولی غلطی ہو رہی ہے یا گنجائش نہیں ہے اَور پیدا کی جا رہی ہے جسے اِختلاف کرنے والے علماء دلیل سے ثابت کرتے ہیں۔

چند مسائل میں اِس قسم کا اِختلاف علماءِ ہند اَور علماءِ مصر میں چلا آرہا ہے۔ اَور جب بھی علماءِ ہند کی علماءِ مصر سے گفتگو ہوتی ہے تو وہ اِنفرادی طور پر اَپنے علماءِ مصر کی غلطی تسلیم کرتے ہیں۔

اِس دَور میں ہر شخص یا ہر عالم کو مجتہد نہیں مانا جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اِجتہاد کے لیے جتنا بڑا علم شرط ہے وہ کسی فردِ واحد میں نہیں پایا جاتا۔ اَور جس دَرجہ تقوی شرط ہے وہ، اَور اِتنا علم دونوں باتیں جمع ہوں تو مجتہد ہو سکتا ہے۔

پہلے تو یہ ہے کہ اُسے تمام اَحکام کے متعلق حدیثیں حفظ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ اَور اُن کے شاگردوں کے دَور کے تمام اِسلامی ہائی کورٹ اَور سپریم کورٹ کے فیصلے اَور اُن کے فتوے یاد ہوں۔ اُن سب کو حدیث کہا جاتا ہے اَور اُن کی تعداد دس لاکھ سے زیادہ بنتی ہے۔ اِمام اَحمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی اِسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں (یعنی مذکورہ روایتیں، فتوے اَور فیصلے)

پھر حدیث کا یاد کر لینا ہی کافی نہیں ہے اِس کی تاریخی معلومات نہایت ہی ضروری ہیں کہ یہ روایت کتنے حضرات نے نقل کی ہے اَور اِن روایتوں کی سند کیا ہے، سند میں کتنے نام آرہے ہیں (کتنے راوی ہیں) اَور اُن راویوں کے حالات کیا ہیں، کب پیدا ہوئے، کہاں کہاں پڑھا، کیسا حافظہ تھا، متقی تھے یا نہیں، کس کس سے ملے، کب وفات ہوئی، وغیرہ۔ پھر اُن کے حافظہ وغیرہ کے بارے میں رائے کیا ٹھہری۔ یہ خاص قسم کی تاریخ ہے جس میں ہر عالم کے بارے میں رائے لکھی گئی ہے اَور اِس کا وجود اِسلام کے سوا کسی مذہب میں نہیں۔ اِس کا نام ''علم اَسماء الرجال'' ہے۔

اِس کی کتابیں دس دس بارہ بارہ جلدوں میں ہیں۔ حافظ مزّی، حافظ ذہبی اَور حافظ اِبن حجر کی کتابیں تو عام مل جاتی ہیں لیکن علماء کا حال یہ ہے کہ آج کل بڑے جید علماء وہ شمار ہوتے ہیں جو اِن کا مطالعہ کرتے رہیں۔ یہ کتابیں اَور اِن میں دَرج نام اَور اُن کے حالات سب یاد ہوں ایسا عالم تو دیکھنے میں نہیں آیا۔

حافظ اِبن حجر عسقلانیؒ کہتے ہیں کہ میں نے زمزم یہ دُعا کرتے ہوئے پیا کہ میرا حافظہ اَور علم حافظ ذہبیؒ کی طرح کا ہو جائے۔ حافظ ذہبیؒ کے بارے میں تاج الدین سبکی فرماتے ہیں :

''یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ساری اُمت زمین پر یکجا جمع کردی گئی ہے۔ ذہبی ایک ایک آدمی کو دیکھتے جارہے ہیں اَور اُس کے بارے میں جو باتیں بتلا رہے ہیں وہ اِس طرح کہ جیسے وہ اُس کے ساتھ اُن واقعات کے وقت موجود تھے۔''

(مقدمہ سیرُ اَعلام النُبلاء بحوالہ طبقات السبکی)

اِس کی ایک اَور مثال دیتا ہوں کہ

اِمام بخاری ، اِمام اِسحاق رحمۃ اللہ علیہما کے پاس پڑھ رہے تھے تو اُستاد نے ایک حدیث بیان کی اِس کی سند میں ایک نام آیا عطاء کیخارانی۔

اِسحاقؒ نے شاگردوں سے پوچھا کہ یہ راوی کون صاحب ہیں ؟

شاگرد خاموش رہے۔

اِمام بخاریؒ نے جواب عرض کیا کہ ''کیخاران'' ''یمن'' میں ایک شہر کا نام ہے حضرت معاویہؓ نے وہاں اُن صحابی کو بھیجا تھا جن سے عطاء نے اَپنے شہر کیخاران میں یہ روایت سنی۔

اِسحاقؒ بہت خوش ہوئے اُنہوں نے بخاریؒ کو دَاد دی فرمایا كَأَنَّكَ شَهِدْتَّ الْقَوْمَ ایسا لگتا ہے جیسے تم نے اُن لوگوں کو دیکھا ہے۔

گویا اِن علوم میں تاریخ اَور جغرافیہ کی بھی اَز حد ضرورت ہوتی ہے اِسی لیے جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اَور اُن جیسے بہت سے علماء نے اِجتہاد کی ہمت نہیں کی۔

اِمام بخاری ، ذہبی ، ابن حجر رحمۃ اللہ علیہم حدیث کے مجتہد تھے اِن کا فتوی حدیث کے بارے میں چلتا تھا کہ صحیح ہے یا ضعیف وغیرہ۔ اِستنباطِ مسائل میں یہ فقیہ شمار نہیں ہوئے۔ اِتنے علم کے ساتھ اَگر فقاہت اَور عامۃ المسلمین کے سب مسائل حل کرنے کی قوت بھی پائی جارہی ہو تو وہ ''مجتہد کامل'' شمار ہو سکتا ہے۔

عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی متقی شخص آج اِتنا بڑا عالم اَور فقیہ یعنی تمام مسائل کے اِستخراج میں با اُصول رہ کر دین کی گہرائیوں اَور باریکیوں تک پہنچنے والا بھی ہو تو اُس کے اِجتہاد کو سب علماء مان لیں گے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اِجتہاد کی شرط اِن الفاظ میں بتلائی ہے :

حَتّٰی بَلَغَ عَیْنَ الشَّرِیْعَةِ الْاُوْلٰی

''یعنی اُس کی وسعتِ علمی اَور اِستحضار کا یہ عالم ہو جائے کہ جیسے وہ شریعت کے اِبتدائی دَور میں پہنچ گیا ہو۔''

ورنہ اِجتہاد کی دُوسری متبادل صورت وہ ہے جو میں نے عرض کی اَور اِس کی مثالیں پیش کیں۔

اَنگریزی داں طبقہ جس کا ذریعہ علم ہی اَعداءِ اِسلام [1] مستشرقین کی کتابیں ہیں خود حق اِجتہاد حاصل کرنے کا خواہشمند ہے۔ اِس کی یہ خواہش صرف اِسی طرح پوری ہوسکتی ہے کہ وہ اَپنے مذہب کی صحیح معلومات صحیح کتابوں اَور صحیح علم والوں سے حاصل کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے، خواہشاتِ نفس کی پیروی میں دین کو کھلونا (تَلَعُّبْ بِالدِّیْنِ) بنانے سے محفوظ اَور اَپنی پناہ میں رکھے۔

حامد میاں غفرلہٗ

۱۵/اپریل ۱۹۸۳ء

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اَور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اَور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اَور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

[1] یعنی اِسلام کے دُشمن یہود و نصارٰی

قسط : ۳۳

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنی ؒ کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ بجنوری ﴾
فاضل دارُالعلوم دیو بند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی ؒ

چراغِ محمد ﷺ کی چند شعائیں یعنی ملفوظات شیخ الاسلامؒ

علمی ملفوظات :

(۱) مولانا محمد اِسماعیل صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرتؒ سے سوال کیا کہ سورۂ کافرون میں تکرارِ الفاظ کیا تاکید کی وجہ سے ہے ؟

اِرشاد فرمایا تاکید بھی ہے اَور اَلتَّاسِیْسُ اَوْلٰی مِنَ التَّاکِیْدِ (تاسیس تاکید سے اُولی ہے) اَور اِرشاد فرمایا کہ مکہ میں دو قسم کے کافر تھے ایک وہ جو بتوں کو بالذات معبود سمجھتے تھے، دُوسرے وہ جو بالصفات معبود سمجھتے تھے یعنی بالذات اِلٰہ نہیں سمجھتے تھے ہاں الوہیت کی صفات میں شریک سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے مکرر اِرشاد فرما کر اِن دونوں قسم کے فرقوں کا اِبطال کیا ہے۔

(۲) مولانا محمد اِسماعیل صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ ﴿ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ﴾ کا ترجمہ علماءِ دہلی (شاہ رفیع الدینؒ) وغیرہ نے بدل اَور مبدل منہ کا کیا ہے اَور حضرت شیخ الہندؒ نے موصوف اَور صفت کا ترجمہ کیا ہے تو کیا مُنْعَمْ عَلَیْھِمْ مَّغْضُوْبِ اَور ضَآلْ بھی ہوتے ہیں ؟ اِرشاد فرمایا بیشک مَغْضُوْبِ اَور ضَآلْ مُنْعَمْ عَلَیْھِمْ بھی ہوتے ہیں جیسا کہ یہود و نصاریٰ اَوّلاً مُنْعَمْ عَلَیْھِمْ تھے، بعد میں مَغْضُوْبِ اَور ضَآلْ ہوگئے۔

(۳) راقم الحروف نے سوال کیا کہ کیا قرآن شریف کے الفاظ آنحضرت ﷺ کے تھے اَور

معنی کی وحی ہوتی تھی ؟ اگر نہیں تو شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی عبارت مرقومہ تفہیماتِ الٰہیہ کا کیا مطلب ہے ؟

اِرشاد فرمایا کہ قرآن شریف کے الفاظ اَور معنی دونوں من جانب اللہ وحی اِلٰہی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے جو بیان فرمایا ہے تو اِس سے غرض وحی غیر متلو (اَحادیث) ہے۔ وحی غیر متلو کے الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ہوتے تھے اَور معنی من جانب اللہ وحی اِلٰہی ہوتے تھے۔ اَور اِرشاد فرمایا :

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى o اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾

(۴) ایک تقریر میں اِرشاد فرمایا ﴿ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ﴾ میں اللہ تعالیٰ نے "فِيْ" لِلظَّرْفِيَّةِ لاکر اِشارہ کیا، جس طرح ظرف مظروف کو گھیرے ہوتا ہے اِسی طرح "اَحْسَنِيَّتْ" اِنسان کو گھیرے ہوئے ہے۔

(۵) ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْئٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ ﴾ کے بارے میں اِرشاد فرمایا کہ اِس آیت میں فعل کو لایا گیا ہے جو حدوث اَور تجدد پر دَلالت کرتا ہے اَور لامِ تاکید کو لایا گیا ہے کہ اِنسان کی آزمائش کا سلسلہ ختم ہونے والا نہیں ہے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ اُس کی آزمائش ہوتی رہے گی۔

(۶) ایک مرتبہ اِرشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تعلیم ہی کا کارخانہ بنایا ہے ﴿ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ ﴾ اِس آیت سے ظاہر ہے کہ سب سے پہلے مدرس اللہ تعالیٰ اَور طالب علم آدم علیہ السلام ہیں۔

(۷) تقریر بخاری شریف میں اِرشاد فرمایا سوال ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ غارِ حرا میں وحی نازل ہونے سے پیشتر کس شریعت کے مطابق عبادت کرتے تھے ؟

جواب دیا جاتا ہے کہ

(i) آپ کو اللہ تعالیٰ نے عبادت کا طریقہ اِلہام فرمادیا ہوگا۔

(ii) یا آپ نے اَپنے اِجتہاد سے معلوم کرلیا ہوگا۔

(iii) یا آپ شریعتِ اِبراہیمی پر عبادت کرتے ہوں گے۔ اِس لیے کہ زمانہ فترت میں

اَنبیاءِ سابقین کی شریعت منسوخ نہیں ہوتی ہے۔

(۸) حضرتؒ نے ﴿ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴾ کے معنی بیان فرمائے کہ یہاں ضَآلًّا کا معنی گمراہ کے نہیں ہیں بلکہ ضَآلًّا کے معنی لاعلم کے ہیں۔ ترجمہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ناواقف کار پایا تو واقف کار بنا دیا۔

(۹) ﴿ اَلَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ ﴾ کے بارے میں اِرشاد فرمایا کہ "اَلْمَوْتُ" کو اَوّلاً اِس وجہ سے ذکر کیا ہے کہ اِنسان اَپنی حیاتِ دُنیاوی کو عارضی سمجھے اَور موت سے غافل نہ ہو۔

لطائفِ علمی :

(۱) دَرسِ بخاری شریف میں ایک طالب علم نے سوال کیا کہ مکہ معظّمہ کی کھجوریں عنایت فرما دیجیے، اِرشاد فرمایا کیا مکہ معظّمہ میں کھجوریں پیدا ہوتی ہیں ؟ اَور یہ آیت تلاوت فرمائی : ﴿ رَبَّنَآ اِنِّىْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِىْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِىْ زَرْعٍ ﴾ اے ہمارے رب! میں اَپنی اَولاد کو ایک بنجر وادی میں آباد کرتا ہوں۔ اِس اِرشادِ گرامی کا یہ مطلب ہے کہ مکہ میں کھجوریں نہیں پیدا ہوتیں اِس لیے مکہ کی کھجوروں کا مطالبہ صحیح نہیں ہے۔

(۲) ایک طالب علم نے سوال کیا کہ جن حضرات نے رسول اللہ ﷺ کو اِیمان کی حالت میں دیکھا ہے وہ صحابہ ہیں، کیا خواب میں دیکھنے کا بھی یہی حکم ہے ؟

اِرشاد فرمایا جی ہاں ! وہ خوابی صحابی ہیں۔

(۳) ایک صاحب نے حضرتؒ سے عرض کیا حضور! آپ پنکھا کرنے کو منع فرماتے ہیں حالانکہ اِمام بخاری رحمہ اللہ نے حالتِ خواب میں رسول اللہ ﷺ کو پنکھا کیا ہے۔

اِرشاد فرمایا : آپ بھی مجھے خواب میں پنکھا کر دینا۔ بھائی! میں بیداری کا ذکر کرتا ہوں اَور آپ خواب کا۔

(۴) سورت میں ایک صاحب نے حضرت کو شریفہ پیش کیا اَور عرض کیا : هٰذِهِ الشَّرِيْفَةُ لَا يَأْكُلُهَا اِلَّا الشُّرَفَاءُ . یہ شریفہ ہے اِس کو شریف حضرات ہی کھاتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۴۱)

قسط : ۱۹

پردہ کے اَحکام

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ؒ ﴾

✡ ✡ ✡

عورتوں کے لیے بازار میں جانے کا شرعی حکم :

سوال : مسلمان عورتوں کو بازار میں جانا شریعت میں حلال ہے یا حرام یا مکروہ ؟ شرعی دلیل کے ساتھ بیان کریں۔

اَلجواب : فَلِقَوْلِہٖ تَعَالٰی ﴿ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّةِ الْاُوْلٰی ﴾ وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ﴿غَیْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِیْنَةٍ﴾ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ﴿ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ ﴾

اِس سے معلوم ہوا کہ زینت کے ساتھ عورت کا بازار میں یا مجمع میں نکلنا یا کسی نامحرم کے سامنے آنا قطعًا حرام ہے۔ اَلبتہ اَگر کوئی ضروری حاجت ہو اَور ہیئت رَثہ وثیابِ بذلہ یعنی میلے کچیلے کپڑوں میں (بناؤ سنگار کیے بغیر) پردہ کرکے نکلے تو جائز ہے۔

لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی ﴿ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ﴾ وَلِقَوْلِہٖ تَعَالٰی ﴿ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا﴾

(اِمدادُ الفتاوی ج ۴ ص ۱۹۷)

عورت کو ضرورت کے وقت منہ ڈھانک کر خواہ تنہا یا کسی محرم یا ثقہ (معتبرہ) عورت کے ساتھ محارم (رشتہ دار) سے ملنے کے واسطے اَور دیگر حوائجِ ضروریہ (ضروریات) کے واسطے گھر سے نکلنا جائز ہے مگر سفر کرنا بغیر محرم کے جائز نہیں۔ (اِمدادُالفتاوٰی ج ۴ ص ۱۹۸)

عورتوں کے لیے زیارتِ قبور کا حکم :

عورتوں کے لیے زیارتِ قبور میں تین قول ہیں :

☆ ایک مطلقاً ممانعت

لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ : لَعَنَ اللّٰہُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ

☆ دُوسرا مطلقاً جواز

لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ : کُنْتُ نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا. قَالُوْا لَمَّا نُسِخَ النَّھْیُ بَلَغَ الرُّخْصَةُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ جَمِیْعًا.

☆ تیسرا قول تفصیل کا ہے اِس طرح کہ

اَگر زیارت سے مقصود ندبہ ونوحہ وغیرہ کرنا ہوتب تو حرام ہے (اَور یہی مصداق ہے حضور ﷺ کی پہلی حدیث کا)۔

اَور اگر عبرت و برکت کے لیے ہوتو بوڑھی عورتوں کو جانا جائز ہے (اَور یہی مصداق ہے حضور ﷺ کے اِرشادِ ثانی کا)۔

اَور جوان عورتوں کو جانا ناجائز جیسا کہ مساجد میں آنا لِقَوْلِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا لَوْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رَاٰی مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ بَعْدَہٗ لَمَنَعَھُنَّ .

یہ تفصیل ردالمحتار میں خیر رَملی سے نقل کر کے کہا ہے وَھُوَ تَوْفِیْقٌ حَسَنٌ . اَور اِس حکم میں عرب وعجم کی عورتیں سب برابر ہیں، ہماری شریعت سب کے لیے یکساں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ بوڑھی عورتوں کے لیے عبرت کے لیے جانا جائز ہے، جوان عورت کے لیے ناجائز ہے اَور اِسی پر فتوی ہے۔ واللہ اعلم۔ (اِمداد الفتاوی ج ۱ ص ۶۰۱ باب الجنائز)

بوڑھی عورت کے لیے بلا محرم سفر کرنے کی گنجائش :

سوال : عورت کے سفر کے لیے محرم کا شرط ہونا فقہاء لکھتے ہیں جوان و بوڑھی کی تعمیم بھی کتب فقہ شامی، فتح عالمگیری، بحر سب میں ہے، عجوز (بوڑھی) کی تصریح بھی ہے۔

ایک صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ جناب نے فرمایا کہ عجوز (بوڑھی عورت) کے لیے محرم کی ضرورت نہیں اَگر جزیہ نظرِ اَقدس سے گزرا ہو اِطلاع فرمائی جائے۔

الجواب :

فِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَاَمَّا الْعَجُوْزُ الَّتِیْ لَا تَشْتَہِیْ فَلَا بَأْسَ بِمُصَافَحَتِھَا وَمَسِّ یَدِھَا اِذَا اَمِنَ وَمَتٰی جَازَ الْمَسُّ جَازَ سَفَرُہٗ بِھَا وَیَخْلُوْ اِذَا اَمِنَ عَلَیْہِ وَعَلَیْھَا وَاِلَّا لَا اہ وَتکَلَّمَ فِیْہِ صَاحِبُ رَدِّ الْمُخْتَارِ بِشَیْءٍ .(ج ۵ ص ۳۶۲)

میں نے شاید دُرِمختار کے اِس جزئیہ پر کہا ہوگا، گو اَچھی طرح یاد نہیں بہرحال گنجائش ضرور ہے۔(اِمدادُالفتاوی ج۴ ص۲۰۱)

(لیکن) اَجنبی کے ساتھ سفرِ حج کرنا جائز نہیں۔(اِمدادُالفتاوی ج ۲ ص۱۵۶)

ایک صاحب کا خط آیا تھا اُس میں اُن صاحب نے دریافت کیا تھا کہ فلاں بی بی میری عزیزہ (رشتہ دار) ہیں جو عمر رسیدہ ہیں میرے ساتھ حج کو جانا چاہتی ہیں، میں اُن کو اَپنے ساتھ لے جا سکتا ہوں یا نہیں ؟

میں نے لکھ دیا ہے کہ جب تک کوئی محرم ساتھ نہ ہو تو جائز نہیں۔(الافاضات الیومیہ)

بوڑھی عورت کے لیے پردہ میں تخفیف :

جہاں فتنہ کا احتمال نہ ہو جیسے ساٹھ ستر برس کی بڑھیا تو اُس پر یہ حکم بھی واجب نہیں اَور اگر وہ پردہ نہ کرے تو گناہگار نہ ہوگی ہاں تارکِ سنت ہے۔(اِمدادُالفتاوی ج۴ ص۱۸۰)

اَور ہر چند کہ عجائز کشفِ وجہ (یعنی بوڑھی عورتوں کو چہرہ کھولنے کی) اِجازت ہے لیکن اِس سے بھی اِحتیاط رکھیں تو اُن کے لیے اَور زیادہ بہتر ہے۔(بیان القرآن)

بہت عرصہ بعد اُن لڑکیوں نے مجھ سے سامنے آنے کی اِجازت چاہی میری عمر بھر زیادہ ہوگئی تھی اَور وہ بھی بڑی عمر کی ہوگئی تھیں۔ اِنہوں نے یہ کہا کہ اَور ہمارا کون ہے اَور اَب تو عمر بھی زیادہ ہوگئی اُس وقت میں نے حدودِ شرعیہ کے اَندر سامنے آنے کی اِجازت دے دی تھی۔(الافاضات الیومیہ)

عورت کے تنہا سفر کے ممنوع ہونے کی علّت :

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ سفر میں عورت کو تنہا جانے سے جو منع کیا گیا ہے اُس کی

وجہ خلوت (تنہائی) معلوم ہوتی ہے۔

فرمایا نہیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ سفر میں فساد کا موقع بہت مِلتا ہے دُور دُور تک کوئی اِمداد کرنے والا نہیں ہوتا اَور محرم کے ساتھ ہونے سے خود عورت کے دِل میں بھی ایک قسم کی قوت ہوتی ہے کہ اَگر کوئی بات پیش آئی تو آواز دینے پر موجود ہوسکتا ہے اَور خبر لے سکتا ہے۔ (الافاضات الیومیہ)

شوہر بیوی کا آپس میں پردہ :

اَپنے شوہر سے کسی جگہ کا پردہ نہیں ہے تم کو اُس کے سامنے اَور اُس کو تمہارے سامنے سارے بدن کا کھولنا درست ہے مگر بے ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں۔ (بہشتی زیور)

شوہر کے رُو برو (سامنے) کسی جگہ کا بھی اِخفاء (پردہ) واجب نہیں گو خاص بدن کو دیکھنا خلافِ اُولیٰ ہے۔

☆ قَالَتْ سَيِّدَتُنَا اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا مَحْصَلُهٗ لَمْ اَرَ مِنْهُ وَلَمْ يَرَمِنِّيْ ذٰلِكَ الْمَوْضَعِ اَوْرَدَهٗ فِي الْمِشْكٰوةِ .

''اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ مخصوص مقام (یعنی شرمگاہ) نہ حضور علیہ السلام نے میرا دیکھا اَور نہ میں نے اُن کا دیکھا۔''

☆ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا اِذَا جَامَعَ اَحَدُكُمْ زَوْجَتَهٗ اَوْ جَارِيَتَهٗ فَلَا يَنْظُرُ اِلٰى فَرْجِهَا فَاِنَّ ذٰلِكَ يُوْرِثُ الْعَمٰى قال ابن الصلاح جيد الا سناد كذا فى الجامع الصغير (بيان القرآن سوره نور ص ۸، ۱۶)

''حضرت اِبن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعًا مروی ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص اَپنی بیوی یا باندی سے جماع کرے تو اُس کی شرمگاہ نہ دیکھے کیونکہ یہ اَندھے پن کو پیدا کرتا ہے۔ اِبن صلاح فرماتے ہیں کہ اِس کی اَسناد اچھی ہے۔ جامع صغیر میں اِسی طرح ہے۔''

بیوی کا ستر دیکھنے کا نقصان :

تنہائی میں بلاضرورت برہنہ نہ ہونا چاہیے اَور بیوی کا ستر دیکھنا تو اِس سے بھی زیادہ شرمناک ہے۔ بعض حکماء نے کہا ہے کہ اِس حرکت سے اَولاد اَندھی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اَگر اَندھی نہ ہو تو بے حیا ضرور ہوتی ہے۔ اَور وجہ اِس کی یہ ہے کہ اُس وقتِ خاص میں جس قسم کی اِس سے حرکت ہوتی ہے اَولاد کے اَندر وہی خصلت پیدا ہوتی ہے۔

اِسی واسطے حکماء نے لکھا ہے کہ اِنزال کے وقت اَگر زوجین (میاں بیوی) کو کسی اچھے آدمی کا تصور آجائے تو بچہ نیک ہوگا اِسی واسطے پہلے لوگ اَپنے خلوت کے کمرے میں علماء اَور حکماء کی تصویریں رکھا کرتے تھے (لیکن اِسلام نے آکر اِس کو ناجائز قرار دیا) ہمارے پاس تو ایسی تصویر ہے کہ وہ اِن تصویروں سے بے نیاز کرنے والی ہے۔

دِل کے آئینہ میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی وہ دیکھ لی

یعنی ہم کو چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا تصور کریں اَور یہ دُعا پڑھیں :

اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَارَزَقْتَنَا

اللہ جل جلالہٗ سے زیادہ کون ہے کہ جس کا خیال کیا جائے شیطان کا خیال اُس وقت نہ ہونا چاہیے۔ (التہذیب ملحقہ مفاسدِ گناہ۔ ملفوظاتِ اَشرفیہ)

صحبت کے وقت دُوسری عورت کا تصور کرنا حرام ہے :

فرمایا اگر اپنی بیوی کے پاس ہو اَور صحبت کے وقت کسی اَجنبیہ کا قصدًا تصور کرے تو وہ حرام ہوگا۔ (جاری ہے)۔

قسط : ۱۵

سیرت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی ﴾

اَمیرالمؤمنین فاروقِ اَعظم عمربن خطاب رضی اللہ عنہ

نام مبارک آپ کا ''عمر'' ہے اَور لقب [1] ''فاروق'' کنیت ''اَبوحفص''۔ نسب آپ کا نویں پشت میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نویں پشت میں ایک نام کعب ہے کعب کے دو فرزند تھے ''مُرَّہْ'' اَور ''عَدِیْ''۔ مُرَّہْ کی اَولاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اَور ''عَدِیْ'' کی اَولاد میں فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ ولادت سراپا بشارت آپ رضی اللہ عنہ کی واقعہ ٔفیل کے تیرہ برس بعد ہوئی، عمر آپ رضی اللہ عنہ کی تریسٹھ برس کی ہوئی، نبوت کے چھٹے سال ستائیس برس کی عمر میں اِسلام لائے، آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے چالیس مرد اَور گیارہ عورتیں مشرف بہ اِسلام ہو چکی تھیں۔

رنگ آپ رضی اللہ عنہ کا سفید مائل بہ سرخی تھا مگر قحط سالی میں ناموافق غذا کے اِستعمال سے رنگ میں سیاہی آگئی تھی۔ رُخساروں پر گوشت کم تھا۔ قد مبارک دَراز تھا جب لوگوں کے دَرمیان کھڑے ہوتے تو سب سے اُونچے نظر آتے معلوم ہوتا گویا سواری پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

بڑے بہادر اَور بڑے طاقتور تھے اِسلام سے پہلے جیسی شدت کفر میں تھی اِسلام کے بعد ویسی ہی شدت اِسلام میں رہی۔ اِن کے مسلمان ہوجانے سے دینِ اِسلام کو بہت زیادہ قوت حاصل ہوئی۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منصبِ وزارت پر رہے اَور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے وزارت کے ساتھ ساتھ اِن کو مدینہ کا قاضی بھی بنادیا اَور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہوئے، اَپنی خلافت میں جس قدر خدمت واِشاعتِ دینِ اِسلام کی کی اَور جیسی عظیم الشان فتوحات حاصل کیں اُن کی مثال تاریخِ عالَم میں نہیں ملتی۔

---

[1] لقب اَور کنیت دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطیہ ہیں۔ (طبقات اِبن سعد جز ثالث)

دس برس چھ مہینے پانچ دِن تختِ خلافت کو زینت دی۔ فجر کی نماز میں اَبولؤلؤ مجوسی غلام کے ہاتھ سے شہید ہوئے اَور یکم محرم ۲۴ھ کو اِس دارِفانی سے رِحلت فرمائی ، روضۂ نبوی ﷺ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں مدفن پایا، مسلمانوں کا اِقبال بھی اِن کے ساتھ دُنیا سے رُخصت ہوگیا۔

نکاح آپؓ نے کئی کیے لیکن بوقتِ خلافت صرف ایک بی بی تھیں جن سے بڑی محبت کرتے تھے مگر اِس خیال سے اِن کو طلاق دے دی مبادا یہ کسی معاملے میں یا مقدمے میں کسی کی سفارش کریں پھر ۱۷ھ میں اُمِ کلثوم بنت علیؓ سے جو حضرت فاطمہ زہراؓ کے بطنِ مبارک سے تھیں نکاح کیا اَور خلافِ عادت چالیس ہزار دِرہم مہر مقرر فرمایا۔

اَولاد آپؓ کی اُم المومنین حضرت حفصہؓ، عبداللہؓ، عبیداللہؓ، عاصمؓ، اَبوشحمہ یعنی عبدالرحمٰن مجیرؓ تھے۔

حالات قبل اِسلام :

آپ رضی اللہ عنہ خاندانِ قریش کے باوجاہت لوگوں میں سے تھے، قریش کے شریف ترین لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے، زمانۂ جاہلیت میں سفارت کا کام اِن ہی کے متعلق تھا، جب قریش کو کسی لڑائی میں یا کسی اَور ایسے ہی موقع پر کسی سفیر کے بھیجنے کی ضرورت ہوتی تو اِن ہی کو یہ خدمت سپرد ہوتی، اَبوجہل جو تمام مکہ کا سردار تھا اِن کا ماموں تھا۔

حالات بعد اِسلام قبل ہجرت :

☆ اِن کا اِسلام بھی رسولِ خدا ﷺ کا ایک معجزہ تھا، کئی دِن سے آنحضرت ﷺ دُعائیں مانگ رہے تھے کہ یا اللہ ! دینِ اِسلام کو عمر بن خطاب سے عزت دے۔ وہ دُعائیں آپ ﷺ کی مقبول ہوئیں اَور مشیتِ اِلٰہی نے اِن کو کشاں کشاں دَربارِ نبوت میں پہنچادیا۔ اِزالۃ الخفاء میں اِس موقع پر کیا اچھے اَور سچے الفاظ لکھے ہیں کہ

''تدبیر غیب اَور اخواہی نخواہی به اِسلام آورد''

ع گر نیاید بخوشی موئے کشانش آرید

''مراد بود نه مرید مخلص بود نه مخلص و شتان بین المرتبتین درین راه نیامد'' تاآنکه از درو دیوار ندایش نه کردند و برخوان نعمت نرسید تا آنکه مکرر به ہر زبانش نخواندند۔''

مختصر واقعہ اِن کے مسلمان ہونے کا یہ ہے کہ ایک روز یہ اَبو جہل کی تحریص و ترغیب سے رسولِ خدا ﷺ کے شہید کرنے کے اِرادے سے چلے، راستے میں ایک صحابی ملے، اِن کے تیور دیکھ کر اُن کو کچھ شک ہوا۔ اُنہوں نے پوچھا اے عمر! آپ کہاں جا رہے ہیں۔ آپؓ نے صاف کہہ دیا کہ تمہارے پیغمبر (ﷺ) کے قتل کرنے کو۔ اُن صحابی نے کہا اچھا ! پہلے اَپنے گھر کی خبر تو لیجیے، آپ کی بہن فاطمہؓ اَور آپ کے بہنوئی سعید اِبن زید مسلمان ہوگئے ہیں۔ جب یہ خبر اِن کو ملی تو اَپنی بہن کے گھر گئے اَور اَپنے بہنوئی کو بہت مارا کہ اُن کے سر سے خون بہنے لگا اَور اُن کو زمین پر گرا کر چاہا کہ گلا دَبا دیں، یہ دیکھ کو اُن کی بہن سامنے آگئیں اَور کہنے لگیں کہ

'' اے بھائی ! ''ہم تو مسلمان ہوگئے اَب جو تمہارا دِل چاہے کرو ''

یہ سن کر ایک خاص اَثر اِن کے دِل پر ہوا اَور اَپنے بہنوی کو چھوڑ دیا اَور بہن سے دَریافت کیا کہ تم کیوں مسلمان ہوگئیں ؟ اُنہوں نے ساری کیفیت بیان کی اَور قرآنِ مجید کا ذکر کیا۔

حضرت فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ نے قرآنِ مجید سننے کی خواہش ظاہر کی، اِن کی بہن ایک وَرق لے آئیں جس میں قرآنِ مجید کی آیتیں لکھی ہوئی تھیں۔ حضرت فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ خود ہاتھ میں لے کر پڑھیں مگر اِن کی بہن نے فورًا کہا کہ اے بھائی ! اِس کو ناپاک لوگ نہیں چھو سکتے اِس کے بعد قرآنِ مجید سنایا گیا، سورۂ طٰہٰ کی اِبتدائی آیتیں تھیں اِن آیتوں کا سننا تھا کہ ایک اِنقلابِ عظیم آپؓ کی طبیعت میں پیدا ہوا اَور جس سر میں کفر کا سودا تھا اَب اُس میں اِسلام کا سودا پیدا ہوگیا۔ اُسی وقت رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف بہ اِسلام ہوئے۔

☆ جب یہ مسلمان ہونے کے لیے حاضر خدمت ہوئے تو رسولِ خدا ﷺ نے چند قدم اَپنی جگہ سے چل کر معانقہ کیا اَور اُن کے سینے پر تین مرتبہ ہاتھ پھیر کر دُعا دی کہ

''اے اللہ ! اِن کے سینے سے کینہ وعداوت کو نکال دے اَور اِیمان سے بھر دے۔''

پھر جبرائیل اَمین مبارکباد دینے کے لیے آئے کہ

''یارسول اللہ ! اِس وقت آسمان والے ایک دُوسرے کو حضرت عمرؓ کے اِسلام کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔''

☆ اِس نازک اَور پُر خطر وقت میں مسلمان ہوتے ہی اَپنے اِسلام کا اِعلان کیا اَور کافروں کے سامنے چند اَشعار نظم کر کے پڑھے۔ کافروں نے اِن کو گھیر لیا لیکن باوجود تنہا ہونے کے اِنہوں نے بھی کافروں کو مارا، قریب تھا کہ کافر اِن کو شہید کر دیں کہ عاص بن وائل نے آکر چھڑایا۔

☆ اِن کے مسلمان ہوتے ہی رسولِ خدا ﷺ نے اِعلان کے ساتھ کعبہ میں نماز پڑھی اَور روز بروز اِسلام کی قوت وشوکت بڑھتی گئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کا مسلمان ہوجانا فتحِ اِسلام تھا اَور اُن کی ہجرت نصرتِ اِلٰہی تھی اَور اُن کی خلافت اللہ کی رحمت تھی۔

☆ آپ رسولِ خدا ﷺ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ گئے اَور بڑی شان سے ہجرت کی۔ جب مکہ سے چلنے لگے تو کعبہ مکرمہ کا طواف کیا اَور مجمعِ کفار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اِس وقت ہجرت کر رہا ہوں، یہ نہ کہنا کہ عمر چھپ کر بھاگ گیا، جس کو اَپنی بیوی کا بیوہ کرنا اَور بچوں کو یتیم کرنا منظور ہو وہ اِس وادی سے نکل کر مجھے روک لے مگر کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ کچھ جواب دیتا۔

حالات بعد ہجرت :

ہجرت کے بعد سب سے بڑی خدمت مغازی کی تھی اُس میں حضرت فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ سے کون سبقت لے جا سکتا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے تمام غزوات میں شریک رہے اَور ہر غزوہ میں پسندیدہ خدمتیں اَنجام دیں، مثال کے طور پر چند ملاحظہ ہوں :

غزوۂ بدر :

سب سے بڑا کام اِس غزوہ میں یہ کیا کہ اَپنے حقیقی ماموں عاص بن ہشام کو میدانِ جنگ میں اَپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔

رسولِ خدا ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو کافروں کے ساتھ میدانِ جنگ میں آئے تھے قیدیانِ بدر میں وہ بھی شامل تھے، لوگوں نے اِن کے قتل کا اِرادہ کیا مگر رسولِ خدا ﷺ کے مزاجِ مبارک کے خلاف دیکھ کر حضرت فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ نے اِن کی پُر زور حمایت کی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سوا اَور سب قیدیانِ بدر کے بارے میں اُنہوں نے قتل کا مشورہ دیا اَور کہا کہ ہر مسلمان اَپنے عزیز کو اَپنے ہاتھ سے قتل کرے اگرچہ عمل اُن کی رائے پر نہ ہوا مگر خدا کو اُن کا یہ مشورہ اِس قدر پسند آیا کہ اِس کی تائید میں آیاتِ قرآنی اُتری۔

غزوۂ اُحد :

باوجود اِس اِنتشار کے جو رسولِ خدا ﷺ کی شہادت کی شہرت سے اَور اِسلامی فوجوں کے دَرمیان کافروں کے لشکر کے داخل ہوجانے سے پیدا ہوگیا تھا، حضرت فاروق رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ سے نہیں ہٹے جب رسولِ خدا ﷺ کوہِ اُحد پر تشریف لے گئے تو یہ بھی جاں نثاری کے لیے ہمراہ تھے اَور اَبوسفیان کی باتوں کا دَندانِ شکن جواب اِن ہی نے دیا تھا۔

غزوۂ خندق :

اِس غزوہ میں خندق کی ایک جانب کی حفاظت اِن کے سپرد تھی چنانچہ بعد میں اُس مقام پر بطورِ یادگار ایک مسجد اِن کے نام کی بنائی گئی۔

غزوۂ بنی مصطلق :

اِس غزوہ میں مقدمہ لشکر اِن ہی کی ماتحتی میں تھا اَور اِن ہی نے کافروں کے ایک جاسوس کو گرفتار کیا اَور دُشمن کے تمام خفیہ حالات دَریافت کر کے اُس جاسوس کو قتل کر دیا۔ اِس واقعہ سے بڑا رُعب کافروں پر طاری ہوگیا۔ اِس غزوہ میں یہ خدمت بھی اِن کے سپرد کی گئی کہ عین ہنگامۂ جنگ میں اِعلان کر دیں کہ جو شخص کلمہ اِسلام پڑھ لے گا اُس کو اَمان دے دی جائے گی۔

غزوۂ حدیبیہ :

اِس غزوہ میں غیرتِ اِیمانی اَور حمیتِ دینی کا ایک ایسا غلبہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ پر تھا کہ

مغلوبانہ صلح پر کسی طرح راضی نہ ہوتے تھے اَور اِسی جوش میں رسولِ خدا ﷺ سے جا کے کہا کہ کیا آپ خدا کے سچے نبی نہیں ہیں، کیا ہم حق پر اَور ہمارا دُشمن باطل پر نہیں ہے ؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ سب صحیح ہے۔تو کہنے لگے کہ ہم کیوں صلح کریں۔اَپنی اِس گفتگو پر بعد میں بہت نادِم ہوئے اَور فرماتے تھے کہ میں نے بہت روزے رکھے، نمازیں پڑھیں، خیرات دی، غلام آزاد کیے تاکہ گستاخی کا کفارہ ہو جائے یہاں تک کہ مجھے یقین ہوگیا کہ میں نے اچھی ۱ بات کی تھی گستاخی نہ کی تھی۔

حدیبیہ سے لوٹتے وقت جب سورہ اِنَّا فَتَحْنَا نازل ہوئی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب کے لیے جو اِس مغلوبانہ صلح سے زخمی ہو گئے تھے بہترین مرہم ہے تو سب سے پہلے رسولِ خدا ﷺ نے اِن ہی کو سنائی کیونکہ اِس میں بڑی خوشخبری اَور فضیلت اِن ہی کے لیے ہے۔

غزوۂ خیبر :

اِس غزوہ میں میمنۂ لشکر کے اَفسر یہی تھے، اِس لڑائی میں ہر شب کو ایک ایک صحابی پہرہ دیتے تھے جس شب میں اِن کی باری تھی، اِنہوں نے ایک یہودی کو گرفتار کیا اَور رسولِ خدا ﷺ کے پاس لے گئے، اِس سے تمام سچے حالات خیبر کے معلوم ہوگئے اَور یہی چیز فتح خیبر کا بہترین ذریعہ بنی۔

خیبر میں بھی ایک روز قلعۂ خیبر کے فتح کرنے کے لیے بھیجے گئے اگرچہ اُس روز قلعہ فتح نہیں ہوا مگر واقعہ یہ ہے کہ اِس سے یہودیوں کا زور بہت ٹوٹ گیا۔

غزوۂ حنین :

اِس غزوہ میں جماعتِ مہاجرین رضی اللہ عنہم کا ایک جھنڈا اِن کے سپرد ہوا جس سے اِس اَمر کا اِظہار ہوا کہ جماعتِ مہاجرین رضی اللہ عنہم کی سرداری اِن کو عطا فرمائی گئی۔

اِس طرح تمام غزوات میں کارہائے پسندیدہ اَنجام دیتے رہے، ۷ھ میں اِن کو رسولِ خدا ﷺ نے تیس سواروں کے دَستے پر اَفسر بنا کر ہوازن کی طرف بھیجا۔ (جاری ہے)

---

۱ روایت کے اصل الفاظ یہ ہیں: ما زلت اصوم و اتصدق و اصلی و اعتق من الذی صنعت یومئذ مخافۃ کلامی الذی تکلمت بہ حتی رجوت ان یکون خیرا. (اِزالۃ الخفاء بحوالہ سیرت اِبن اِسحاق)

قسط : ۱

قرآنِ مجید کی عظمت وحفاظت

اَور

رُوحانی برکات و سیاسی ثمرات

﴿ شیخ التفسیر حضرت علامہ شمس الحق صاحب اَفغانی ؒ ﴾

لسانی عظمت :

''قرآن'' کی زبان عربی ہے اَور ''تورات'' کی زبان عبرانی، ''اِنجیل'' کی زبان عبرانی یا سریانی ہے۔ قدرت کے تصرفات عجیب ہیں، جب قدرتِ اِلٰہیہ نے یہ طے کیا کہ اِنسانیت کی اِصلاح کے لیے آخری کتاب عربی میں نازل کی جائے گی اَور وہی کتاب اِنسانیت کے لیے آخری ضابطۂ حیات ہوگی اَور باقی آسمانی کتابیں اِس کی آمد پر منسوخ ہوں گی تو قدرت نے اَوّلاً اِن کتابوں کی زبانوں کو ختم کر کے عملی زندگی سے خارج کر دیا اَور آج یہود و نصاریٰ کی پوری کوششوں کے باوجود دُنیا کے وسیع رقبہ میں ایک صوبہ بلکہ ایک ضلع یا ایک تحصیل بھی ایسی موجود نہیں جہاں کے لوگ عبرانی یا سریانی زبان بولتے ہوں، حالانکہ تورات، اِنجیل کے نزول کے زمانے میں یہ دونوں زبانیں ملکی زبانیں تھیں۔

اَلبتہ بعض اسکولوں اَور کالجوں میں عِلْمُ الْاَلْسِنَةِ کے تحت ایک مردہ زبان کی شکل میں خال خال اِن کی تعلیم دی جاتی ہے لیکن زندگی میں اِن زبانوں کا عمل و دَخل نہیں بلکہ جو کتابیں فی الحقیقت آسمانی نہ تھیں اَور اُن کے ماننے والوں نے اُن کو آسمانی قرار دیا تھا، اُن کو بھی اَور اُن کی زبانوں کو بھی قدرت کے زبردست ہاتھ نے عبرانی اَور سریانی زبان کی طرح دُنیا سے ختم کر دیا مثلاً وید جو سنسکرت زبان میں ہے اَور ژند و پاژند جو ذری زبان میں ہیں، یہ دونوں زبانیں آج کسی خطہ زمین میں عوام اِستعمال نہیں کرتے۔

لیکن قرآنِ کریم جو آخری کتاب ِ الٰہی تھی ، اِس کی عربی زبان جس کی حفاظت کا اِنتظام بھی نہ تھا کیونکہ وہ ناخواندہ اَور غیر متمدّن قوم کی زبان تھی اُس کو قرآن کی طرح قدرت نے ہمیشہ باقی رکھنا تھا تو اُس کے دائرہ کو وسیع کیا ،نزولِ قرآن کے زمانہ میں وہ صرف حجاز ، یمن اَور نجد میں بولی جاتی تھی ، اَب اِس کے علاوہ عراق ، شام ، فلسطین ، لبنان ، مصر ، سوڈان ، طرابلس ، اَلجزائر ، مراکش اَور تیونس میں بولی جاتی ہے اَور باقی عالَم اِسلام اِنڈونیشیا ، ملایا ، پاکستان ، اِیران ، ترکی ، اَفغانستان وغیرہ کے اہلِ علم بھی اِس کو بولتے اَور سمجھتے ہیں ۔ یہی اِس اِلہامی کتاب کی زبان ہے جس کو کم اَزکم بائیس کروڑ اِنسان بولتے ہیں ۔ یہ قرآن کی وہ عظمت ہے جو دیگر کتب ِسماویہ کو حاصل نہیں جس کی زبان کے لیے خود قدرت نے میدان صاف کیا ، بغیر اِنسانی تدبیر کے اِس کو پھیلایا اَور دیگر کتب ِسماویہ کی زبانوں کو تقریباً ختم کیا ۔

﴿ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ o عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ o بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴾ اللہ تعالیٰ نے قرآن رُوح الامین یعنی جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ تم پر یعنی تمہارے دِل پر اُتارا تاکہ تم ڈر سناؤ (اَور نازل شدہ وحی صرف مضمون کی نہیں بلکہ الفاظ کے لباس میں ہے) جو واضح عربی زبان میں ہے ۔

ساحروں ، کاہنوں اَور شاعروں کی طرح چیستان نہیں اَور نہ اَصل مقصد پیچیدہ ہے اَلبتہ قانونی اَور فقہی اَحکام میں قوتِ اِجتہاد کی ضرورت ہے ۔ پند و نصیحت کے لیے قرآن آسان کیا ہے ﴿ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ ﴾ اِستنباطِ اَحکام کے لیے فرمایا ﴿ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ﴾ تو جان لیتے اُن اَحکام کو وہ لوگ جو اِستنباط کی اہلیت رکھتے ہیں ۔

حفاظتی عظمت :

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ﴾ ہم نے قرآن کے الفاظ و معانی کو اُتارا ہے اَور ہم ضرور اِس کی حفاظت کرنے والے ہیں ۔ دوبار "اِنَّا" اَور دوبار "لَامْ" لانا گویا چار تاکیدوں سے اِس مضمون کو جملہ اِسمیہ کے قالب میں مذکور کرنا ہے کہ یہ کتاب لفظ و مفہوم دونوں کے اِعتبار سے محفوظ ہوگی اَور محافظ بھی مخلوق نہیں بلکہ خالق کائنات ہے جیسی اُس کی قدرت و قوت لاجواب ہے ویسی اُس کی حفاظت بھی بے نظیر ہوگی جس میں کوئی قوت رَخنہ نہ ڈال سکے گی ۔

قرآن کی حفاظت کا جو مؤکد وعدہ کیا گیا ہے یہ وعدہ چار اُمور کی حفاظت کو شامل ہے :

(۱) حفاظتِ قرآن کریم

(۲) حفاظتِ طرز وتلفظ ولہجہ قرأتِ قرآن

(۳) قرآن کے مطالب ومعانی کی حفاظت

(۴) قرآن کی عملی شکل کی حفاظت

اَلحمدللہ ! حفاظت کی یہ چاروں قسمیں آج تک موجود ہیں اَور اِن میں آج تک کوئی فرق نہیں آیا اَلبتہ مستشرقین نے حفاظت پر شبہ پیش کیا ہے۔

شبہ نمبرا : کہ قول اِبن مسعودؓ ہے کہ فاتحہ ومعوذتین قرآن سے نہیں۔

☆ اِس کا جواب اَوّلاً یہ ہے کہ اِبن مسعودؓ کی طرف اِس قول کو منسوب کرنا صحیح نہیں جیسے نووِیؒ نے شرح المہذب میں لکھا ہے : وَمَا نُقِلَ مِنَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَیْسَ بِصَحِیْحٍ

اَور اِبن حزمؒ نے ''القدح المعلٰی'' میں لکھا ہے :

''ھٰذَا کِذْبٌ عَلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاِنَّمَا صَحَّ عِنْدَ قِرَاءَ ۃِ عَاصِمٍ مِنْ زِرٍّ عَنْہُ وَفِیْھَا الْمُعَوَّذَتَانِ وَالْفَاتِحَۃُ .''

'' یعنی اِنکار فاتحہ اَور معوذتین کو اِبن مسعودؓ کی طرف منسوب کرنا جھوٹ ہے بلکہ اِبن مسعودؓ سے صحیح قراءت جو حضرت عاصمؒ نے حضرت زر کے ذریعہ اِن سے نقل کی ہے وہی ہے اَور اُس میں فاتحہ اَور معوذتین موجود ہی ہے۔''

☆ دوم اگر یہ قول ثابت مانا جائے، تو اِبن الصباغ فرماتے ہیں یہ اُس وقت کی بات ہے کہ اِن کا تواتر معلوم نہ تھا جب اِبن مسعودؓ کو یہ تواتر معلوم ہوا تو رُجوع کیا اَور دلیل رُجوع خود اِبن مسعودؓ کی قرأت ہے جو عاصم نے زر کے ذریعہ اِن سے نقل کی ہے۔

☆ سوم اِبن قتیبہ نے مشکلات القرآن میں یہ جواب دیا ہے کہ اِبن مسعودؓ فاتحہ اَور معوذتین کی قرأت کے قائل تھے کتابت کا اِنکار کر رہے تھے کہ کتابت محفوظیت کے لیے ضروری ہے اَور یہ تینوں

سورتیں ہر ایک کو یاد ہیں لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اَنَّهُمَا لَيْسَتَا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ میں کتاب اللہ سے مراد ''مصحف'' ہے یعنی یہ دونوں فاتحہ اَور معوذتین مصحف کا جز مکتوب نہ ہونی چاہئیں۔

شبہ نمبر۲ : مستشرقین نے دُوسرا شبہ حفاظتِ قرآن پر پیش کیا ہے کہ شیعہ تحریف کے قائل ہیں۔

جواب یہ ہے کہ اِسلام کا کوئی فرقہ تحریف کا قائل نہیں، عام شیعہ بھی تحریف کے منکر ہیں۔

شیخ صدوق رسالہ ''اِعتقاد'' میں لکھتے ہیں :

مَابَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ لَيْسَ بِاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ مَنْ نَّسَبَ اِلَيْنَا اَنَّهٗ اَكْثَرُ فَهُوَ كَاذِبٌ.

''کہ قرآن کی دونوں جلدوں کے دَرمیان جو کچھ ہے، قرآن اُس سے زیادہ نہیں اَور جس نے ہم شیعوں کی طرف منسوب کیا ہے کہ قرآن اِس سے زیادہ ہے، وہ جھوٹا ہے۔''

تفسیر مجمع البیان اَبوالقاسم علی اِبن الحسین الموسوی میں ہے :

اَنَّ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَجْمُوْعًا مُّؤَلَّفًا عَلٰى مَاهُوَ الْاٰنَ .

''کہ قرآن حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں جمع تھا، اُسی شکل میں جس میں اِس وقت ہے۔''

سیّد مرتضٰی شیعہ لکھتے ہیں :

اَنَّ الْعِلْمَ بِصِحَّةِ الْقُرْاٰنِ كَالْعِلْمِ بِالْبُلْدَانِ وَالْوَقَائِعِ الْكِبَارِ.........

''کہ موجودہ قرآن کے صحیح ہونے کا علم ایسا متواتر اَور یقینی ہے جیسے بڑے بڑے شہروں کا وجود اَور واقعات کا ہونا۔''

قاضی نور اللہ شوستری شیعی مصائب النواصب میں لکھتے ہیں کہ

قَالَ نُوْرُ اللّٰهِ الشَوسترى الشِّيْعِيُّ فِىْ مَصَائِبِ النَّوَاصِبِ مَانَسَبَ الشِّيْعَةُ اِلَى الْاِمَامِيَّةِ بِوُقُوْعِ التَّفْسِيْرِ فِى الْقُرْاٰنِ لَيْسَ مِمَّا قَالَ بِهٖ جَمْهُوْرُ الْاِسْلَامِيَّةِ اِنَّمَا قَالَ بِهٖ شِرْذِمَةٌ قَلِيْلَةٌ لَا اِعْتِمَادَ بِهِمْ .

''کہ شیعہ اِمامیہ کی طرف جو قرآن کی تفسیر منسوب ہے، وہ عام شیعوں کا قول نہیں ایک بہت جھوٹے گروہ کا قول ہے جس کا اِعتبار نہیں۔''

اِن جوابات سے ظاہر ہوا کہ جمہور شیعہ تحریف نہیں مانتے۔

شبہ نمبر۳ : اِختلاف قراءتِ سبعہ کے اِعتبار سے کیا گیا ہے۔

''اِختلافِ قراءت'' و ''منسوخ التلاوت'' مثلاً آیتِ رجم سے تحریف کا شبہ ظاہر کرنا بھی غلط ہے کیونکہ تحریف اُسے کہتے ہیں کہ کسی شاہی دَستاویز میں دُوسرا آدمی اپنی طرف سے کوئی لفظ ڈالے یا کوئی لفظ نکال دے لیکن خود متکلم ایسا تصرف کرے کہ کسی حکمت کے تحت کسی لفظ کا اِضافہ یا اِزالہ کرے، یہ دُنیا کے کسی قانون میں تحریف نہیں۔

اِختلافِ قراءت اَور نسخِ تلاوت اِسی قسم میں داخل ہیں جو خود متکلم یعنی اللہ رب العٰلمین کی طرف سے ہے نہ غیر کی طرف سے۔ (جاری ہے)

بقیہ : اَنفاسِ قدسیہ

حضرتؒ نے اِرشاد فرمایا لَااٰکُلُھَا لِاَنَّ الشَّرِیْفَ قَدْ اٰذَانِیْ کَثِیْرًا میں نہیں کھاؤں گا اِس لیے کہ شریف (مکہ) نے مجھے بڑی اَیذائیں دی ہیں۔

(۵) دیوبند میں صوفی محمد حسن صاحب کا اِنتقال ہوا، جب جنازہ احاطہ مولسری میں آیا تو مولانا عبدالاحد صاحب مدظلہ نے حضرتؒ سے عرض کیا حضرت! صوفی صاحب کو غسل بڑی مشکل سے دیا گیا ہے۔ حضرتؒ نے اِرشاد فرمایا، کیا صوفی صاحب غسل کرنے سے اِنکار کرتے تھے ؟

(۶) درسِ بخاری میں اِرشاد فرمایا، عجیب معاملہ ہے کہ لوگ چلتی کو گاڑی اَور میوے کو کھویا کہتے ہیں۔ (جاری ہے)

حضرت مولانا خرم علی بلہوری رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب : حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم صاحب چشتی مدظلہم
تلخیص : مولانا محمد عابد صاحب، ناظم صفہ ٹرسٹ لاہور

ہندوستان کے آخری دَور کے جن علماء نے مسلمانوں کی مذہبی اِصلاح کے لیے اَن تھک کوششیں کیں، حدیث کا چرچا کیا اَور نکھری ہوئی توحید کی دعوت دی اُن میں حضرت مولانا خرم علی بلہوریؒ کا نام بہت ممتاز ہے۔

نام اَور تخلص :

''خرم علی'' نام اَور ''خرم'' تخلص تھا۔ مضافاتِ کانپور کے قصبۂ بلہور کے فیاض نامی محلّہ میں پیدا ہوئے جہاں شرفاء کے چند گھرانے آباد تھے اَور اِسی قصبہ کی نسبت سے بلہوری مشہور ہوئے۔

تعلیم و تربیت :

آپ نے اِبتدائی تعلیم گھر پر پائی اَور اُس کے بعد لکھنؤ چلے گئے، لکھنؤ اُس زمانہ میں علوم وفنون کا مرکز تھا یہاں آپ نے اِبتدائی کتابیں اَساتذۂ وقت سے پڑھیں اَور علومِ عقلیہ اَور نقلیہ کی تحصیل مرزا حسن علی صغیر محدث لکھنویؒ سے کی اَور آپ ہی کے حلقۂ درس سے حدیث کی سند لی [۱] اِسی طرح موصوف نے مولانا نور لکھنوی سے بھی حدیث کا سماع کیا [۲] پھر دہلی جا کر جیسا کہ مولانا سیّد سلیمان ندوی کا بیان ہے [۳] حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے حلقۂ درسِ حدیث میں شریک ہوکر حدیث کی سند لی۔

---

[۱] غایۃ الاوطار ترجمہ دُرِمختار، طبع: نولکشور ۱۹۲۵ء ج:۴، ص:۴۶۸

[۲] تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار طبع: مطبع اَنوارِ محمدی لکھنؤ ۱۳۰۰ھ

[۳] ملاحظہ ہو موصوف کا مضمون ''ہندوستان میں علمِ حدیث'' معارف ج:۲۲، ش:۵

لیکن زیادہ عرصہ قیام نہیں رہا اَور جلد ہی اَپنے ننھیال قصبۂ آسیون (جو اُنّاؤ کے مضافات میں ہے) میں منتقل ہوگئے اَور محلّہ قاضیانہ میں حکیم اِسحاق کی حویلی کے صدر دَروازہ کی بالائی منزل میں رہنے لگے اَور یہیں دَرس و تدریس اَور وعظ و تبلیغ کا شُغل اِختیار کیا۔

عادات و اَخلاق :

آپ نہایت پرہیز گار، متواضع، با اَخلاق اَور درویش سیرت بزرگ تھے، چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی شریعت کا بڑا خیال رکھتے اَور نہایت سختی سے اِس پر عمل کرتے تھے، چھوٹوں پر شفقت فرماتے اَور اَساتذہ اَور بزرگوں کا بڑا اِحترام کرتے تھے۔

مولانا کا مسلک :

اِس اَمر پر سب کا اِتفاق ہے کہ موصوف اِبتداء میں روشِ عام کے مطابق پکے حنفی تھے لیکن بعد میں تقلید سے آزاد ہوگئے یا نہیں ؟ اِس میں اِختلاف ہے، اِمام خاں اَبو یحییٰ صاحب نوشہروی کا خیال ہے کہ اَخیر عمر میں حدیث کی طرف میلان ہوا اَور تقلید سے آزاد ہوگئے [۱] اَور اِسی پر خاتمہ ہوا لیکن مولانا خرم علیؒ کی کتابوں کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ آخر دم تک فقہ حنفی پر عامل اَور تقلید کے قائل رہے چنانچہ اپنی آخری اَور مشہور تالیف ''غایۃ الاوطار ترجمہ دُرمختار'' میں مسائلِ شتّیٰ کے عنوان کے تحت خضاب کی بحث میں لکھتے ہیں :

''اَور ہم حنفیوں کا مذہب یہ ہے کہ حنا اَور وسمہ کا رنگ خوب ہے۔'' [۲]

حضرت سیّد اَحمد شہیدؒ سے بیعت اَور خلافت :

مولانا خرم علیؒ سنت کے متبع، طریقت کے شیدا اَور توحید کے بڑے دِلدادہ تھے، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت سیّد اَحمد شہیدؒ لکھنؤ وارِد ہوئے تو آپ نے سیّد صاحبؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی

---

[۱] ''ہندوستان میں علمِ حدیث بطریقِ تالیف وعلوم حدیث'' معارف ج:۱۰، دسمبر ۱۹۴۷ء

[۲] ''غایۃ الاوطار'' طبع نولکشور ج:۴ ص:۴۶۸

اَور بڑی جلدی مدارجِ کمال کو طے کرلیا۔ سیّد صاحبؒ نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا چنانچہ محمد جعفر تھانیسری نے ''تواریخِ عجیبہ'' میں جہاں سیّد صاحبؒ کے خلفاء کو نام بنام گنایا ہے وہاں مولانا خرم علیؒ کا نام بھی ہے۔ ۱؎

جذبۂ جہاد :

جب سیّد صاحب نے جہاد کی دعوت دی اَور سکھوں کے خلاف جہاد کا اِعلان کیا اُسی زمانہ میں آپ نے ایک نہایت ہمت آفرین نظم کہی جو ''رسالۂ جہادیہ'' کے نام سے مشہور ہے۔

جہاد میں شرکت کے لیے روانگی :

مولانا خرم علیؒ جہاد میں شرکت کے لیے اَپنے ساتھ کم و بیش سو مجاہدوں کا ایک قافلہ ہندوستان سے لے کر سرحد پہنچے تھے۔ سیّد صاحبؒ جب دورۂ سوات سے فارغ ہوکر پنجتار پہنچے اُس وقت ہندوستان سے جو قافلے آئے اُن میں مولانا خرم علی بلہوریؒ کا قافلہ بھی تھا۔ ۲؎

منشی محمد جعفر تھانیسری کا خیال ہے کہ موصوف بھی اُن لوگوں میں تھے جو کبیدۂ خاطر ہوکر جہاد سے واپس گئے تھے۔ ۳؎ لیکن مولانا غلام رسول مہر کو موصوف کے اِس بیان سے اِختلاف ہے چنانچہ لکھتے ہیں :

> ''مشہور روایت ہے کہ سیّد صاحبؒ کے ساتھ جہاد کے لیے گئے تھے وہاں سے واپس آگئے اَور غالبًا سیّد صاحبؒ نے اُنہیں دعوت و تبلیغ کے لیے مقرر کردیا۔'' ۴؎

ہمارا بھی یہی خیال ہے اَور معلوم ہوتا ہے کہ منشی محمد جعفر تھانیسری کا مذکورۂ بالا بیان کسی غلط فہمی پر مبنی تھا کیونکہ مولانا خرم علیؒ سیّد صاحبؒ کے خلفاء میں سے تھے، آپ کے حالات کے مطالعہ سے اَور سیّد صاحبؒ کی مردم شناسی کے پیشِ نظر یہی بات زیادہ قرینِ قیاس ہے کہ سیّد صاحبؒ نے موصوف کو

۱؎ تواریخِ عجیبہ موسوم بہ سوانحِ اَحمدی، ص: ۱۸۵، مطبع فاروقی دہلی ۱۳۰۹ھ ۲؎ اِسلام کی دسویں کتاب الملقب بہ تاریخ لب لباب، ص: ۲۳۲، مطبع محمدی، لاہور ۱۳۱۰ھ ۳؎ تواریخِ عجیبہ ص: ۱۸۵ ۴؎ جماعتِ مجاہدین ص: ۲۹۴ طبع لاہور

دعوت و تبلیغ کے واسطے ہندوستان واپس بھیج دیا تھا، دراَصل سیّد صاحبؒ کا یہی بڑا کمال تھا کہ وہ ہر شخص سے اُس کی صلاحیت اَور منصب کے مطابق کام لیتے تھے۔

آپ ہندوستان تشریف لائے اِدھر بالاکوٹ کا معرکہ پیش آیا اَور سیّد صاحبؒ شہید ہوگئے بظاہر تحریک کا خاتمہ ہوگیا لیکن سیّد صاحبؒ کے خلفاء نے جہاد سے منہ نہ موڑا اَور اِس تحریک کو زندہ رکھنے کے لیے اَور قوم وملت کی صلاح اَور فلاح کے لیے جو مناسب سمجھا برابر کیا، بعض نے جہاد بالسیف ہی کے لیے خفیہ کوششیں جاری رکھیں اَور بعض نے جہاد باللسان اَور جہاد بالقلم کی راہ اِختیار کی اَور تصنیف و تالیف اَور وعظ و تبلیغ سے اِس دعوت کو قائم رکھنے اَور دین کو توہمات اَور شرک و بدعت سے پاک کرنے کے لیے تادمِ مرگ جدوجہد کی۔

مولانا مسعود عالم ندوی ''ہندوستان کی پہلی اِسلامی تحریک'' میں لکھتے ہیں :

''سیّد صاحب کے دستِ مبارک پر بے شمار علماء نے جہاد و اِصلاح کی بیعت کی، ایک اچھی خاصی تعداد سرحد کے معرکوں میں کام آئی دُوسروں نے شرک و بدعت کے مٹانے میں بڑی نمایاں خدمتیں اَنجام دیں اَور بلاشبہ آج اِسلامی ہند میں جو کچھ صحیح الخیالی اَور اِتباعِ سنت کا جذبہ پایا جاتا ہے وہ اِن ہی اَربابِ صدق وصفا کی کوششوں کا مرہونِ منت ہے۔''[1]

مولانا خرم علیؒ معرکہ بالاکوٹ کے بعد دعوت و اِصلاح کی غرض سے مستقل طور پر تصنیف و تالیف میں مشغول ہوگئے چنانچہ بعض کتابوں کا ترجمہ مسلمانوں کی اِصلاح اَور ترویجِ سنت کی غرض سے کیا اَور بعض کا اَحباب کے اِصرار سے اَور بعض کا اہلِ مطابع کی فرمائش پر، اَخیر عمر میں نواب ذوالفقار علی رئیس باندا نے اَپنے یہاں بلالیا تھا اَور اِن ہی کی فرمائش سے فقہ کی عظیم الشان کتاب دُرمختار کا ترجمہ شروع کیا تھا۔

---

[1] ہندوستان کی پہلی اِسلامی تحریک مؤلفہ : مولانا مسعود عالم ندوی مکتبہ ملیہ راولپنڈی، ص:۵۲

شعروسخن کا ذوق :

مولانا کو شعروسخن کا بھی ذوق تھا کبھی کبھی خود بھی شعر کہتے اَور'' خرم'' تخلص کرتے تھے مگر شعر اِن کا مشغلہ نہ تھا بلکہ جو کچھ لکھتے تھے وہ ضرورت سے مجبورًا اَور حالات سے متأثر ہو کر لکھتے تھے اِسی لیے وہ مقبول بھی ہوتا تھا، اَلبتہ اِبتدائی دَور کی زبان صاف نہیں اَور نہ اُس میں چنداں شعریت ہے مگر قبولیت اُس کو بھی حاصل رہی ہے، بعد میں جو نصیحت آمیز نظمیں کہی ہیں اُن کی زبان بہت صاف اَور رواں ہے اَور یہی وجہ ہے کہ اُنہیں قبولِ عام اَور شہریتِ دوام حاصل رہا ہے۔

آپ کو رسالت مآب ﷺ سے بڑی عقیدت اَور بے حد محبت تھی جس پر اِن کے حسبِ ذیل اَشعار شاہد ہیں :

یا رسول اللہ یا خیر البشر لیجیے مجھ رُوسیہ کی اَب خبر
خود بدولت کے ترحم کے سوا اَب کوئی صورت نہیں آتی نظر

(تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار ص:۴۹۴، مطبع اَنوارِ محمدی لکھنؤ ۱۳۰۰ھ)

اِسی طرح تحفۃ الاخیار کے خاتمہ پر ایک نہایت دَرد بھری نظم لکھی ہے جس کا آخری شعر یہ ہے :

یارب اِس عاجز کی دُعا کر قبول خاتمہ بالخیر بحقِ رسول

مولانا خرم علیؒ پر اِبتدائی دَور ہی میں بہت سے اِعتراضات وارِد ہوگئے، اِس لیے آپ کو اَپنی تالیفات میں اِس کی تردید کرنی پڑی، چنانچہ فرماتے ہیں :

بیانِ شرک سن کہتے ہیں مردک کہ منکر ہے بزرگوں کے بلا شک
ارے لوگو! زباں اَپنی کو روکو بزرگوں سے نہیں اِنکار ہم کو
خدا لعنت کرے اُس رُوسیہ پر کہ جس کے دِل میں ہو بغضِ پیمبر
جسے ہو بغض آلِ مصطفیٰ کا خدا اُس کو کرے دوزخ کا کندا
جسے اَصحابِ حضرتؐ سے ہو اِنکار رہے ہر دم خدا کی اُس پہ پھٹکار
جسے کچھ بغض ہووے اَولیاء سے ہمیشہ اَبرِ لعنت اُس پہ برسے

اَب اِتنا اَور بھی سن رکھیے حضرت جو حق پر نا چلے اُس پر بھی لعنت
ہمارا کام سمجھانا ہے یارو اَب آگے چاہو تم مانو نہ مانو
تو اَپنے حال میں کچھ سوچ خرؔم زباں اَب بند کر ، واللہ اعلم

(نصیحۃ المسلمین ،ص:۲۴، مطبع اَحمدی اَموجان)

مولانا خرم علیؒ اَولیاء اللہ کے بڑے عقیدت مند تھے چنانچہ شفاء العلیل کے خاتمہ پر لکھتے ہیں :

''حق تعالیٰ میری بھول چوک اَور کج فہمی کو بہ برکتِ اَرواحِ طیبہ اَولیاءِ کرام رضی اللہ عنہم کے معاف کرے اَور اِن حضرات کے نورِ باطنی سے میرے ظلمت کدہ دل کو نورانی فرمائے ،آمین۔''[1]

تصانیف اَور تالیف :

(۱) نصیحۃُ المُسلمین :

یہ ۱۲۳۸ھ/۱۸۲۳ء کی تصنیف ہے۔ اِس رسالہ میں شرک و بدعت کی حقیقت اَور اِس کی قباحت کو قرآن وحدیث کی روشنی میں نہایت وضاحت سے سمجھایا گیا ہے۔

یہ کتاب شاہ اِسماعیل شہیدؒ کی ''تقویۃ الایمان'' کے بعد شرک و بدعت میں سب سے پہلی تصنیف ہے، اِس میں وہی باتیں ہیں جو ''تقویۃ الایمان'' میں ہیں لیکن مختصر اَور مکمل، اَندازِ بیان نہایت متین اَور سلجھا ہوا۔ کتاب کے آخر میں اِن ہی مطالب کا خلاصہ نظم میں بھی کر دیا ہے جس نے اِس کتاب کو اَور بھی دلکش بنا دیا ہے۔

(۲) تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار :

یہ اِمام حسن صغانی لاہوری (م:۶۵۰ھ) کی سب سے مشہور کتاب ''مشارق الانوار'' کا اُردو ترجمہ اَور شرح ہے جو ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء میں تکمیل کو پہنچا تھا۔

[1] شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل ،ص:۱۲۶، مطبع: دَرخشانی ۱۸۶۱ء

ہندوستان اَور پاکستان میں اُردو زبان کے حدیث کے تراجم میں اِسی کتاب تحفۃ الاخیار کو اَوّلیت کا شرف حاصل ہے۔ یہ کتاب سب سے پہلے ۱۲۵۲ھ/ ۱۸۳۶ء میں مطبع محمدی میں محمد حسین کے اِہتمام سے چھپی تھی۔ ہندوستان میں اِس سے پہلے نہ اُردو میں کوئی کتاب چھپی تھی، نہ عوام میں حدیث کا کچھ چرچا تھا۔ موصوف نے سب سے پہلے مسلمانوں کو تعلیماتِ نبوی سے باخبر کرنے کے لیے اِس کتاب کا ترجمہ کیا جو بے حد مقبول ہوا۔

(۴) رسالۂ جہادیہ :

یہ مولانا کی ۵۷ اَشعار کی اُردو میں ایک رِزمیہ نظم ہے اِس میں پہلے جہاد کی تعریف اَور اُس کے فضائل بیان کیے ہیں اَور اُس میں شرکت کی دعوت دی ہے پھر اَپنے زمانے کے نام نہاد مولویوں کو جو جہاد سے گریزاں تھے، لتاڑا ہے، اِس کے بعد فقہاء، علماء اَور صوفیاء سے دَرخواست کی ہے کہ یہ کام تمہارے کرنے کا ہے، اُٹھو اَور جہاد میں شرکت کرو۔

اِس نظم میں اگرچہ چنداں شعریت نہیں ہے مگر نظم نہایت مؤثر اَور بڑی ہمت آفریں ہے۔ اِس نے سوتوں کو جگایا اَور مُردہ دِلوں کو گرمایا ہے، اِس نظم نے سیّد صاحبؒ کی تحریک میں وہی کام کیا جو آگ پر تیل کرتا ہے۔

جہاد کے زمانہ میں اِس کا بڑا چرچا تھا اَور ہر طرف یہی نظم پڑھی جاتی تھی یہ نظم بنگال تک کے مجاہدین اَپنی روانگی کے وقت بڑے جوش و خروش سے پڑھتے تھے۔

یہ نظم سیّد صاحبؒ کی موجودگی میں متعدد بار پڑھی گئی تھی اَور آپ نے بڑے شوق سے اِس کو سنا چنانچہ جس وقت آپ نے تورو سے پشاور کا قصد فرمایا، اُس وقت یہ نظم پڑھی جارہی تھی۔

اِس موضوع پر اَور بزرگوں نے بھی نظمیں اَور مثنویاں کہیں مگر جو قبولیت اِس نظم کو حاصل ہوئی وہ کسی اَور کو نہیں ہوئی۔

یہ رسالہ غدر سے پیشتر مولانا شیخ مسیح الزماں (اَلمتوفی ۱۲۹۵ھ) نے اپنے مطبع مسیحائی کانپور

سے قصہ اَصحابِ کہف کے ساتھ شائع کیا تھا، برطانوی حکومت نے بعد میں اِس کو باغیانہ قرار دے کر اِس کی طباعت ممنوع قرار دے دی مگر اِس کے باوجود یہ نظم لوگوں کے حافظوں میں برابر محفوظ رہی پھر مجاہدینِ چمر قند نے ۱۹۴۶ء میں چھاپ کر شائع کی اَور مولانا غلام رسول صاحب مہر نے اپنی کتاب ''سیّد اَحمد شہید'' میں اِس کو نقل کیا ہے۔

(۴) غایۃ الاوطار ترجمہ دُرالمختار :

یہ فقہ حنفی کی نہایت مشہور اَور معتبر کتاب ''دُرالمختار'' کا اُردو ترجمہ ہے۔ غایۃ الاوطار اگرچہ ترجمہ کے نام سے مشہور ہے مگر حقیقت میں یہ ترجمہ اِتنا جامع ہے کہ گویا شرح کا کام دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مترجم اَپنی تیرہ سالہ متواتر کوشش کے باوجود اِس کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ اگر صرف ترجمہ ہی کرنا ہوتا تو یہ کام اِس سے پیشتر کبھی کا ہو جاتا اَور اِتنا عرصہ ہرگز نہ لگتا۔

''دُرالمختار'' جیسی بلند پایہ کتاب کا ترجمہ مولانا موصوف کا بہت اہم کارنامہ ہے اِس کا اَندازہ کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں کبھی ایسے کام کرنے کا اِتفاق ہوا ہے۔

مولانا محمد اَحسن نانوتویؒ کا بہت بڑا اِحسان ہے کہ اُنہوں نے اِس ناقص ترجمہ کو مولانا خرم علیؒ کے ورثاء سے خرید کر مکمل کیا اَور تصحیح کر کے چار جلدوں میں چھپوایا۔ یہ چاروں جلدیں منشی نولکشور کے مطبع میں بار بار چھپیں۔

(۵) شفاء العلیل ترجمہ اَلقول الجمیل :

یہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی عربی کتاب '' اَلْقَوْلُ الْجَمِیْلُ فِیْ بَیَانِ سَوَاءِ السَّبِیْلِ '' کا اُردو ترجمہ اَور مختصر شرح ہے۔ یہ تصوف کے اَشغال و تعلیمات، بیعت کی شرائط اَور سلاسل صوفیہ پر نہایت مفید کتاب ہے۔

یہ ترجمہ ۱۲۶۰ھ/ ۱۸۴۴ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اِس کتاب کا ترجمہ مولانا نے بعض عزیز دوستوں اَور مخلص اَحباب کی فرمائش پر کیا تھا۔

(۶) ترجمہ شہادتین :

یہ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ سے منسوب [۱] عربی رسالہ ''سِرُّ الشَّھَادَتَیْنِ'' کا اُردو ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ مولانا نے نواب ذوالفقار علی رئیس باندا کی فرمائش پر ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء میں کیا تھا۔

(۷) آداب الحرمین :

یہ رسالہ ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء کی تالیف ہے۔ مطبع محمدی لکھنؤ سے محمد حسین نے ۱۲۵۷ھ/ ۱۸۴۱ء میں شائع کیا تھا۔ یہ رسالہ مولانا نے سیّد میرک جان شناور لکھنوی کی فرمائش پر لکھا تھا۔ اِس میں حج اَور زیارتِ مدینہ منورہ کے متعلق ضروری مسائل دُر المختار اَور شرح وقایہ سے مرتب کیے گئے ہیں۔

(۸) رسالہ منع قراءتِ فاتحہ خلف الامام :

یہ رسالہ موصوف نے اَحناف کے معرکۂ آراء مسئلہ مقتدی کے اِمام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی تائید میں لکھا ہے مگر یہ نسخہ ناپید ہے۔

---

[۱] یاد رہے کہ رسالہ ''سِرُّ الشَّھَادَتَیْنِ'' حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ (م:۱۲۳۹ھ) سے منسوب ہے اِس سلسلہ میں باقیاتِ فتاوی رشیدیہ کے مرتب مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی مدظلہ کی تحریر ملاحظہ فرمائیں :

''یہ تمام روایات موضوعات کے قبیل سے ہیں، مشتبہ، کمزور اَور حد دَرجہ کی ضعیف تو اِن میں سے ہر ایک ہے، تفصیلات کا یہ موقع نہیں۔ یہ واقعۂ محلِ تعجب ہے کہ شاہ عبدالعزیزؒ کے حوالہ سے یہ چیزیں نقل کی گئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ''سِرُّ الشَّھَادَتَیْنِ'' کی اَکثر روایتیں موضوع اَور پایۂ اِعتبار سے ساقط ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فرزند والا تبار، برصغیر کے اُستاذ العلماء اَور علامہ اَجل محقق، نیز ''تحفہ اِثنا عشریہ'' جیسی کتابوں کے مصنف ایسی لغو و بے بنیاد روایتیں اَپنی کتاب یا تالیف میں نقل فرمائیں، اِس لیے اِس کتاب میں یا تو اِلحاق ہوا ہے یا اِس کا حضرت شاہ عبدالعزیزؒ سے اِنتساب صحیح نہیں۔''

(حاشیہ: باقیاتِ فتاوی رشیدیہ ص:۳۳، طبع حضرت مفتی اِلٰہی بخشؒ اَکیڈیمی، اِنڈیا، ۱۴۳۳ھ)

مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی مدظلہ کی اِس بات کی تائید اَور مزید تقویت قائدِ اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کی تحریر سے ہوتی ہے، حضرت قاضی صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں : (باقی حاشیہ اَگلے صفحہ پر)

وفات :

مولانا خرم علی بلہوریؒ نے کم و بیش چالیس پینتالیس سال تک مسلسل مسلمانوں کی اِصلاح، ترویجِ سنت اَور تصنیف و تالیف میں مصروف رہ کر ۱۲۷۳ھ میں اَپنے ننھیال قصبہ آسیون میں اِنتقال فرمایا اَور وہیں آبادی کے شمال مغربی گوشہ میں عیدگاہ کے پاس دفن ہوئے۔ سَقَی اللّٰہُ ثَرَاہُ وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَثْوَاہُ. آمین.

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱)

''سِرُّ الشَّھَادَتَیْنِ '' ایک غیر معروف کتاب ہے جو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کی طرف منسوب ہے لیکن اِس میں بھی کلام ہے کیونکہ اِس میں بعض ایسی روایات درج کی گئی ہیں جو ماتمی ذہنیت کی پیداوار ہیں اَور جن کی حافظ اِبن کثیر محدثؒ نے تردید کردی ہے جس کا حوالہ آئندہ صفحات میں آرہا ہے لہٰذا یہ یقین نہیں آتا کہ تحفہ اِثنا عشریہ کے مصنف حضرت شاہ عبدالعزیزؒ جیسے محقق، محدث اِن روایات کو قابلِ اِعتماد سمجھ کر اَپنی تصنیف میں شامل کریں۔ علاوہ اَزیں اَور بھی متعدد وجوہات ہیں جن کی بنا پر یہ بات قابلِ تسلیم ہے کہ ''سِرُّ الشَّھَادَتَیْنِ '' حضرت شاہ صاحبؒ کی تصنیف نہیں اَور حضرت شاہ صاحبؒ کے ساتھ وہی سلوک کیا گیا ہے جس کے متعلق آپ نے تحفہ اِثنا عشریہ میں یہ تصریح کردی ہے کہ بعض کتابیں شیعہ علماء خود تصنیف کرتے ہیں اَور پھر اُن کو کسی سنی عالم کی طرف منسوب کردیتے ہیں اَور یہ بھی ملحوظ رہے کہ کتاب ''سِرُّ الشَّھَادَتَیْنِ '' کو اَب شیعوں کے اِدارہ ''علوم آلِ محمد'' نے بھی شائع کیا ہے، واللہ اعلم۔

(حاشیہ بشارت الدارین بالصبر علی شہادت الحسین، ص ۹۳، طبع اِدارہ مظہر التحقیق، کھاڑک ملتان روڈ لاہور، سنِ طباعت اگست ۲۰۱۲ء)۔ (محمد عابد)

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

حسد کے قابل دو شخص :

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاحَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ آتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاہُ اللّٰہُ الْحِکْمَۃَ فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَیُعَلِّمُھَا." (بخاری ومسلم بحوالہ مشکوۃ ص ۳۲)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا : حسد دو شخصوں کے سوا کسی پر کرنا جائز نہیں، ایک تو وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اُسے راہِ حق میں خرچنے کی توفیق دی، دُوسرا وہ شخص جسے خدا نے حکمت عطا کی چنانچہ وہ اُس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اَور (دُوسروں کو) حکمت سکھاتا ہے۔''

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاحَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ آتَاہُ الْقُرْآنَ فَھُوَ یَقُوْلُ بِہٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّھَارِ وَرَجُلٌ آتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَھُوَ یُنْفِقُ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّھَارِ .(بخاری ومسلم بحوالہ مشکوۃ ص ۱۸۴)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ اَکرم ﷺ نے فرمایا حسد دو شخصوں کے سوا کسی پر جائز نہیں : ایک تو وہ جسے حق تعالیٰ شانہٗ نے قرآن شریف کی تلاوت کی توفیق عطا فرمائی اَور وہ رات دِن اُس میں مشغول رہتا ہے، دُوسرا وہ جس کو حق تعالیٰ شانہٗ نے مال عطا فرمایا اَور وہ دِن رات اُس کو خرچ کرتا ہے۔''

دونوں اَحادیثِ مبارکہ میں جس حسد کا تذکرہ آیا ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ اگر شریعت میں

کسی سے حسد کرنا جائز ہوتا تو یہ دو شخص اِس قابل تھے کہ اِن سے حسد کیا جاتا۔ یا حسد سے مراد رَشک کرنا ہے اِس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ یہ دو شخص اِس قابل ہیں کہ اِن پر رَشک کیا جائے۔

دو دُعائیں جو رَد نہیں ہوتیں :

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ اَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ ، اَلدُّعَآءُ عِنْدَ النِّدَاءِ ، وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

(اَبوداوٗد شریف ج ۱ ص ۳۴۴)

''حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : دو دُعائیں ایسی ہیں جو (اَوّل تو) رَد نہیں ہوتیں یا بہت ہی کم رَد ہوتی ہیں، ایک تو اَذان کے وقت کی جانے والی دُعا، دُوسری جہاد کے وقت کی دُعا جبکہ لوگ ایک دُوسرے میں گتھم گتھا ہو کر ایک دُوسرے کو قتل کر رہے ہوں۔''

دو چیزیں جو مؤذنوں کی گردنوں میں لٹکی ہوئی ہیں :

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَصْلَتَانِ مُعَلَّقَتَانِ فِیْ اَعْنَاقِ الْمُؤَذِّنِيْنَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صِيَامُهُمْ وَصَلَاتُهُمْ .

(اِبن ماجه بحواله مشكوة شريف ص ٦٧)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کی دو چیزیں مؤذنوں کی گردنوں میں لٹکی ہوئی ہیں، ایک تو اُن کے روزے، دُوسرے اُن کی نمازیں۔''

اِس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے دو اَہم بنیادی اعمال ایسے ہیں جو مؤذنین پر موقوف ہیں یعنی مؤذنین اُن اعمال کی صحت و تکمیل کے ذمہ دار ہیں، پہلی چیز تو روزہ ہے کہ مسلمان مؤذنین کی اَذان ہی پر اِعتماد کرتے ہوئے سحر و اِفطار کرتے ہیں اَور دُوسری چیز نماز ہے جس کی اَدائیگی مؤذنین کی اَذان کے تحت ہوتی ہے۔

اِس حوالہ سے مؤذنین کو چاہیے کہ وہ اَپنی اِس عظیم ذمہ داری کا اِحساس کرتے ہوئے بڑی اِحتیاط کے ساتھ اَور اَوقات کی پوری رعایت کرتے ہوئے اَذان کہا کریں تاکہ مسلمانوں کے اِن دونوں اَعمال میں خلل واقع نہ ہو۔

دو خصلتیں جو کسی منافق میں جمع نہیں ہوسکتیں :

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَّلَا فِقْہٌ فِی الدِّیْنِ.

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۹۸ ، مشکوۃ شریف ص ۳۴)

''حضرت اَبوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنابِ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا دو خصلتیں ایسی ہیں جو کسی منافق میں جمع نہیں ہوسکتیں : (۱) اچھے اَخلاق (۲) فقاہت فی الدین۔''

اِس حدیث شریف میں اِس بات کی رغبت دِلائی جارہی ہے کہ چونکہ یہ دو خصلتیں کسی منافق میں نہیں پائی جاسکتیں یہ مومن مخلص ہی کا حصہ ہیں اِس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اِن کو اپنے اَندر پیدا کرنے کی کوشش کرے، اچھے اَخلاق اَپنائے اَور علم حاصل کر کے دین میں فقاہت پیدا کرے۔

دو خصلتیں جو کسی مومنِ کامل میں جمع نہیں ہوسکتیں:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ.''

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۷ ، مشکوۃ شریف ص ۱۶۵)

'' حضرت اَبوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں جو کسی مومنِ (کامل) میں اَکٹھی نہیں ہوسکتیں: (۱) بخل، (۲) بداَخلاقی۔'' (باقی صفحہ ۶۲)

تقریظ و تنقید

نام کتاب : مجموعہ مقالاتِ حامدیہ

مضامین : حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ

مرتب : حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب

صفحات : ۸۸

سائز : ۲۰x۲۶/۸

ناشر : خانقاہِ حامدیہ، ۱۹ رکلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

قیمت : ۸۰

محدثِ کبیر عالمِ ربانی اَمیر مرکزیہ جمعیۃ علماءِ اِسلام حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت علمی حلقوں میں محتاجِ تعارف نہیں، آپ دارُالعلوم دیو بند کے فاضل شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی قدس سرہٗ کے خلیفہ اَجل، جامعہ مدنیہ قدیم و جدید اَور خانقاہِ حامدیہ کے بانی ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیشمار خوبیوں سے نوازا تھا، تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ آپ کے زیرِ اِدارت چھپنے والا مجلّہ ''اَنوارِ مدینہ'' اِس کا بین ثبوت ہے۔

آپ نے بہت سے مضامین تحریر فرمائے تھے جن میں سے کچھ تو آپ کی حیات ہی میں مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہو گئے تھے اَور کچھ تشنۂ طباعت تھے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے آپ کے خلف الرشید حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب زید مجدہم کو کہ اُنہوں نے ذاتی طور پر دلچسپی لیتے ہوئے حضرت سیّد صاحبؒ کے تمام مضامین (مطبوعہ و غیر مطبوعہ) کی اِشاعت کا اِہتمام کیا ہے اَور اُن کو مختلف عنوانات کے تحت لا کر شائع کرنے کا عزم و اِرادہ رکھتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''مجموعہ مقالاتِ حامدیہ'' اِس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے اِس میں حضرت سیّد صاحبؒ کے چھ مضامین کو جمع کیا گیا ہے جو درجِ ذیل ہیں :

(۱) قرآنِ پاک (۲) قرآنِ پاک کا کلامِ اِلٰہی ہونا یہ اللہ کی صفت ہے اَور مخلوق نہیں ہے (۳) عظمتِ قرآنِ کریم بزبان رسالت مآب علیہ السلام (۴) قرآن و سنت اَور تواتر و تعامل (۵) قرآنِ پاک سے تعلق اَور اُس کی برکات (۶) قرآن کا پیغام.......اَمنِ عالم۔

یہ تمام مضامین نہایت علمی اَور اِنتہائی وقیع ہیں جن سے صاحبِ مضامین کی علمیت کا اَندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اِس مجموعہ کی کتابت و طباعت نہایت عمدہ اَور قیمت بہت مناسب ہے، صاحبِ ذوق علماء و طلباء کو چاہیے کہ اِس قیمتی مجموعہ کی قدر کریں اَور کماحقہ اِس سے فائدہ اُٹھائیں۔

نام کتاب : جرابوں پر مسح کا شرعی حکم

تالیف : حضرت مولانا منیر اَحمد صاحب منور

صفحات : ۱۷۶

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : اِتحاد اہلِ سنت والجماعت

قیمت : درج نہیں

حضرت مولانا منیر اَحمد صاحب دامت برکاتہم جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے اُستاذ الحدیث اَور اِتحادِ اہلِ سنت والجماعت کے اَمیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو احقاقِ حق و ابطالِ باطل کا خاص ذوق عطا فرمایا ہے، آپ کے قلمِ حقیقت رقم سے متعدد کتابیں اِس سلسلہ میں نکل کر قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''جرابوں پر مسح کا شرعی حکم'' آپ کی تازہ ترین تالیف ہے اِس میں آپ نے کتاب و سنت، فتاوی مذاہبِ اَربعہ، فتاویٰ علماءِ عرب نیز غیر مقلدین حضرات کے اَکابر کے فتاوی سے ثابت کیا ہے کہ مروجہ نائلون اَور سوتی جرابوں پر مسح جائز نہیں اِن پر مسح کرنے سے وضوء نہیں ہوتا، جب

وضوء نہیں ہوتا تو نماز کیسے ہوگی ؟ کتاب کے آخر میں آپ نے غیر مقلدین حضرات سے بارہ سوال بھی کیے ہیں، کتاب اَپنے موضوع پر بہترین کاوِش ہے۔ کاش کہ غیر مقلدین حضرات بنظرِ اِنصاف اِس کا مطالعہ فرمائیں تو ضرور ہدایت پائیں۔

۞

نام کتاب : ظہور مہدی تک

تالیف : اَبوعبداللہ آصف مجید

صفحات : ۱۹۱

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : مکتبۃ الحسن، اُردو بازار لاہور

قیمت : ۱۵۰

اِسلام نے جو عقائد و نظریات دیے ہیں اُن میں سے ایک عقیدہ ظہورِ مہدی کا بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قربِ قیامت میں حضرت اِمام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ اَحادیثِ مبارکہ میں تفصیل کے ساتھ اِن کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب میں اِن ہی اَحادیث کو جمع کر کے شائع کیا گیا ہے، کتاب میں بہت سے مقامات پر موجودہ حالات کو اُن اَحادیث پر چسپاں کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے، اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ اَحادیثِ مبارکہ میں جو چیزیں ذکر کی گئی ہیں، موجودہ دَور میں پیش آنے والی چیزیں وہی ہیں یا اَور ؟ آخر میں چند شخصیات کی پیشگوئیاں ذکر کی گئی ہیں، طباعت کا معیار عمدہ ہے۔

۞

نام کتاب : ماہنامہ اَنوارِ اِسلام (حیاتِ شاد نمبر)

مدیرِ اَعلیٰ : مولانا مفتی محمد اَحمد اَنور صاحب

صفحات : ۵۰۴

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : جامعہ اَشرفیہ، مانکوٹ کبیر والا

قیمت : ۱۷۰

ماہنامہ اَنوارِ اِسلام کا پیشِ نظر شمارہ حیاتِ شاد نمبر ہے یہ خصوصی شمارہ اِمام النحو والصرف حضرت مولانا محمد اَشرف شاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ، آپ کے اَوصاف و اَخلاق اَور خدماتِ جلیلہ کے تذکرہ پر مشتمل ہے، اِس میں تفصیل کے ساتھ آپؒ کی وِلادت سے لے کر وفات تک کے حالات کو ذکر کیا گیا ہے، اِسی کے ساتھ بہت سے علماءِ کرام کے مضامین بھی شاملِ اِشاعت ہیں جو حضرت مولاناؒ کی عقیدت و محبت میں تحریر کیے گئے ہیں، اِس لحاظ سے یہ شمارہ حضرت مولاناؒ کے تلامذہ و متوسلین کے لیے خصوصًا اَور دیگر علماء و عوام کے لیے عمومًا بہت ہی قابلِ قدر چیز ہے۔

۞

نام کتاب : میری امی جان حفصہؓ (منظوم)

تالیف : اَنجم نیازی صاحب

صفحات : ۲۲۴

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : دارُالامین، لاہور

قیمت : ۱۰۰

زیرِ تبصرہ کتاب میں جناب اَنجم نیازی صاحب کے منظوم کلام کو جمع کیا گیا ہے جو آپ نے اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں اَور منقبت میں کہا ہے، یہ ایک طویل کلام ہے جو مختلف قصیدوں کی شکل میں منظوم کیا گیا ہے، شروع میں اُم المومنینؓ کے حالاتِ زندگی دیے گئے ہیں اَور حمد و نعت اَور حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما کی منقبت بھی دَرج کی گئی ہے، کتاب اَپنے موضوع پر عمدہ ہے، حمد و نعت اَور منقبت کا ذوق رکھنے والوں کے لیے خاصے کی چیز ہے۔ ۞ ۞ ۞

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۲/فروری بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب قاری محمد سعید اَسد صاحب کی دعوت پر گرین ٹاؤن کی جامع مسجد میں سیرت النبی کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے جہاں آپ نے آپ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ پر بیان فرمایا۔

۷/فروری کو بعد نمازِ ظہر شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ جدید کے فاضل مولانا محمد عمیر خان صاحب کی خواہش پر ۸/فروری کو نمازِ جمعہ پڑھانے کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرت صاحب کی ضلع جھنگ میں تشریف آوری پر جامعہ کے فاضل مولانا اَبو بکر صاحب نے بعد نمازِ عشاء مسجد حق چار یار میں بیان رکھوایا۔ حضرت صاحب نے دُنیا میں جنت اَور جہنم کے موضوع پر تفصیلی بیان فرمایا۔ رات کے کھانے کا اِہتمام بھائی وقاص صاحب کی قیامگاہ پر تھا۔

اَگلی صبح جمعہ کے لیے ڈال موڑ تشریف لے گئے جہاں حضرت کا قیام مولانا محمد عمیر صاحب کے گھر پر رہا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے ڈال موڑ کی جامع مسجد میں اَخلاق کے موضوع پر بیان فرمایا۔ بعد اَز نمازِ جمعہ کچھ حضرات حضرت صاحب سے بیعت ہوئے۔ لاہور میں حضرت صاحب کے رضاعی بھائی کی وفات کی اِطلاع ملی جس کی بناء پر باقی پروگراموں کو منسوخ کر دیا گیا حضرت جی نے بھائی محمد عمیر صاحب کے والد صاحب اَور دُوسرے حضرات سے اِجازت چاہی اَور لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔

رات دس بجے لاہور پہنچ کر پہلے حضرت صاحب اَپنے رضاعی بھائی حافظ محمد صدیق صاحب کی تعزیت کے لیے اُن کے گھر تشریف لے گئے بعد اَزاں گھر کے لیے روانہ ہوئے۔ رات بارہ بجے بخیریت گھر پہنچ گئے۔

۹ر فروری بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ جدید کے فاضل مولانا طاہر صاحب کی دعوت پر پتوکی تشریف لے گئے جہاں آپ نے بعد نمازِ عشاء ختمِ نبوت کے موضوع پر بیان فرمایا۔

۱۲ر فروری بروز منگل حضرت صاحب حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دین پوری مدظلہم کے داماد اَور بھانجے مولانا عبدالمجید صاحب دین پوری شہید کی تعزیت کے لیے جامعہ سے دن کے گیارہ بجے خانپور کے لیے روانہ ہوئے، رات نو بجے کے قریب ہم خانپور پہنچے ۔ رات کا قیام حضرت درخواستی صاحبؒ کے داماد مولانا عبدالسمیع صاحب مدظلہ کے گھر پر ہوا، صبح نماز کے بعد حضرت صاحب، حضرت مولانا قاسم صاحب سے تعزیت کے لیے اُن کے گھر تشریف لے گئے اَور تعزیت کی۔

بعد اَزاں ناشتہ سے فراغت کے بعد حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسویؒ کی تعزیت کے لیے تونسہ شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں لبِ سڑک جامعہ حسینیہ کے ذمہ داران کے اِصرار کی وجہ سے کچھ دیر کے لیے ٹھہرے اَور اُن حضرات کی خواہش پر حضرت صاحب نے اِسلام میں صفائی کی اِہمیت کے موضوع پر نہایت جامع بیان اِرشاد فرمایا۔

عصر کے قریب ہم تونسہ شریف پہنچ گئے تو نسہ شریف میں حضرت تونسویؒ کے دونوں بیٹے اُس وقت گھر پر موجود نہیں تھے۔ حضرت صاحب نے حضرت تونسویؒ کے دونوں بیٹوں کے غیر موجودگی میں اُن کے پوتے سے تعزیت کی، بعد اَزاں تعزیت کے بعد ہم قصبہ ''دہوا'' کے لیے روانہ ہوئے، ہمارے جامعہ جدید کے دَورہ حدیث کے طالب علم بھائی محبوب صاحب نے اَپنے قصبہ میں بعد نمازِ عشاء حضرت صاحب کا بیان رکھا تھا جہاں حضرت صاحب نے یہاں کی جامع مسجد میں اِسلام میں سیاسیات کی اِہمیت اَور مقاصد پر نہایت پر اَثر بیان اِرشاد فرمایا۔

اَگلی صبح ناشتہ سے فارغ ہو کر اہلِ قصبہ کی خواہش پر مستورات میں بیان فرمایا، وقت کی کمی کی وجہ سے حضرت صاحب نے اہلِ قصبہ سے اِجازت چاہی اَور ٹانک ڈیرہ اِسماعیل خان کے لیے روانہ ہوئے چونکہ ٹانک میں اَحقر کے چچا کی تعزیت کرنی تھی۔

راستے میں جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا عثمان صاحب کی خواہش پر چند منٹ کے لیے دَریا خان تشریف لے گئے ۔عصر کے قریب اَحقر کے گاؤں کڑی اَحمد شاہ ٹانک میں سب سے پہلے حضرت صاحب نے اَحقر کے چچا کے بیٹے سے تعزیتی کلمات اِرشاد فرمائے، بعد اَزاں حضرت کی آمد کو غنیمت سمجھ کر اَحقر کے چچازاد بھائی خیر محمد محمود صاحب نے حضرت صاحب کے ہاتھ سے مدرسہ کے سنگِ بنیاد کی خواہش کا اِظہار فرمایا۔ حضرت صاحب نے ایک اِینٹ پر کچھ دُعائیہ کلمات پڑھ کر سنگِ بنیاد رکھا اَور مدرسہ کی تعمیر وترقی کے لیے دُعا کرائی۔ مغرب سے چند منٹ پہلے ڈیرہ اِسماعیل خان کے لیے روانہ ہوئے۔ ڈیرہ میں حسبِ سابق حاجی غلام مصطفیٰ صاحب کے یہاں رات کا قیام رہا، اَگلی صبح گیارہ بجے واپس لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔

بقیہ : گلدستۂ اَحادیث

اِس حدیث شریف سے یا تو یہ مراد ہے کہ کسی مومنِ کامل کی شان کے لائق ومناسب نہیں کہ اُس میں یہ دو بری خصلتیں پائی جائیں یا یہ مراد ہے کہ کسی مومنِ کامل میں یہ بری خصلتیں اِس دَرجہ کی نہیں ہوسکتیں کہ وہ اُس سے کبھی جدا ہی نہ ہوں اَور وہ اُن کی موجودگی میں مطمئن اَور راضی ہو۔

لہٰذا اَگر کبھی بہ مقتضائے بشریت کسی مومن میں بخل پیدا ہوجائے یا بد خلقی کا اِس سے صدور ہوجائے اَور پھر وہ جلد ہی اِن سے توبہ کرلے تو یہ اِس حدیث کے خلاف نہیں ہوگا اَور نہ ہی یہ کمالِ اِیمان کے منافی ہوگا۔

وفیات

۳۱؍جنوری کو جامعہ اِسلامیہ بنوری ٹاؤن کے حضرت مولانا مفتی عبدالمجید صاحب دین پوری ؒ کو کراچی میں شہید کردیا گیا۔

۷؍فروری کو جناب پروفیسر کریم الدین صاحب طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔

۱۰؍فروری کو حافظ محمد صدیق صاحب لاہور میں وفات پا گئے۔ اِن کی وفات سے بیس روز قبل اِن کی اہلیہ بھی طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔

۱۱؍فروری کو کریم پارک کے جناب خالد شفیع صاحب کی چچی صاحبہ اَچانک وفات پا گئیں۔

۱۲؍فروری کو حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم صاحب چشتی دامت برکاتہم کے بھتیجے ڈاکٹر عبدالمقیت صاحب علیمی کراچی میں وفات پا گئے۔

۱۲؍فروری کو تنظیم القراء والحفاظ ٹرسٹ کراچی کے سرپرست اَلحاج محمد سلطان صاحب طویل علالت کے بعد اِنتقال فرما گئے۔

۱۴؍فروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز، معہد الخلیل الاسلامی کے بانی و مہتمم حضرت مولانا محمد یحيٰ صاحب مدنی طویل علالت کے بعد اِنتقال فرما گئے۔

۱۵؍فروری کو تنظیم القراء والحفاظ ٹرسٹ کراچی کے صدر جناب اَلحاج شہاب الدین صاحب قریشی کی اہلیہ صاحبہ طویل علالت کے بعد اِنتقال فرما گئیں۔

۱۵؍فروری کو صفہ سکول سسٹم لاہور کے پرنسپل حاجی عرفان شجاع صاحب کی والدہ صاحبہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔

گزشتہ ماہ اَلحاج منیر اَحمد صاحب کے بھائی اَچانک حرکتِ قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اَعلیٰ مقام نصیب فرمائے اَور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اَور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامد

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانئ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسب ِاستطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954) MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954) MCB کریم پارک برانچ لاہور